وقد اخذ میثاقکم ان کنتم مؤمنین

ماہنامہ

میثاق

لاہور

رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ - جولائی ۱۹۸۱ء

مشمولات

● عرض احوال ● "ڈاکٹر اسرار احمد کے ساتھ جنوبی ہند میں پندرہ دن" رپورتاژ - دوسری قسط ● حقوق اطفال ● تعارف الکتاب ● قرآن و سنت

مدیر مسئول :

ڈاکٹر اسرار احمد

یکے از مطبوعات

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقام اشاعت : ۳۶-کے ماڈل ٹاؤن - لاہور - ۱۴ - فون : ۸۵۲۶۱۱ - ۸۵۲۶۸۳

چندہ سالانہ : ۲۰/- روپے اس شمارے کی قیمت ۲/-

مولانا امین احسن اصلاحی

کی شہرہ آفاق تفسیر

تدبّرِ قرآن

کی

جلد اول ۔ دوم اور سوم کے ھدیے میں سامان طباعت کی قیمتوں میں شدید اضافے کے باعث یکم اپریل سے اضافہ کردیا گیا ھے ۔ اب ھر جلد کا ھدیہ پچھتر روپے ھوگا ۔ ھر جلد کی ضخامت آٹھ سو صفحات سے زاید ھے ۔

- عام تاجروں کو کمیشن ۲۰ فیصد دیا جائے گا ۔
- سو جلدیں بہ یک وقت لینے پر ھول سیل کمیشن ۲۸ فیصد دیا جالیگا
- فاران فاؤنڈیشن کی شائع کردہ تدبر قرآن کی جلدیں بھی مکتبہ انجمن سے دستیاب ھوسکتی ہیں ۔

●

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن

۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن ۔ لاھور 14

طابع : چودھری رشید احمد ● مطبع مکتبہ جدید پریس شارع فاطمہ جناح ۔ لاھور

جمیل الرحمٰن

عرضِ احوال

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ مطابق جولائی ۱۹۸۱ء کا شمارہ پیش خدمت ہے۔ گذشتہ شمارہ ۶ جون ۱۹۸۱ء کو سنسر طباعت اور جلد بندی کے مراحل طے کرنے کے لئے تیار تھا۔ ان مراحل میں خلاف توقع کافی وقت لگ گیا اور رسالے کو ۲۲-۲۳ جون کو پوسٹ کرنے کی نوبت آئی۔ اب یہ شمارہ ۲۴ جون تک مکمل ہو کر طباعت کے مراحل سے گزرنے کے لئے تیار ہے۔ اب یہ کس تاریخ تک پوسٹ ہو سکے گا اس کا متعلق صرف یہ عرض ہے کہ اللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ڈاکٹر صاحب کی مراجعت اطلاع ملی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ڈاکٹر اسرار احمد صاحب شمالی امریکہ کے تیسرے دعوتی دورے سے ۳۰ جون کی شب کو لاہور تشریف لے آئیں گے گویا یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچنے سے قبل ہی موصوف کی مراجعت ہو چکی ہوگی۔ واپسی کے بعد ان شاء اللہ معمولات کے مطابق ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات شروع ہو جائیں گی بلکہ رمضان المبارک کی وجہ سے ان میں اضافہ ہی متوقع ہے۔ جس کی طرف گذشتہ شمارے میں اشارات کئے جا چکے ہیں۔

ماہِ رمضان اور ہم اس ماہ مبارک کی آمد پر اس کے پروگرام، اس کی حکمت اور اس کی برکات و حسنات کے متعلق ذیل میں ہم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے کتابچے "عظمتِ صوم" کا ایک اہم اقتباس پیش کرتے ہیں۔ توقع ہے۔ کہ اس کا مطالعہ تذکیر یاددہانی اور افادیت کا باعث ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔۔۔ اقتباس حسبِ اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ رمضان المبارک کے پروگرام کی دو شقیں ہیں ایک دن کا روزہ اور دوسرے رات کا قیام اور اس میں قراءت و استماعِ قرآن! اور اگرچہ ان میں سے پہلی شق فرض کے درجے میں ہے اور دوسری بظاہر نفل کے، تاہم قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں نے اشارۃً اور کنایۃً

واضح فرمادیا کہ یہ ہے رمضان المبارک کے پروگرام کا جزوِ لاینفک! (یہی وجہ ہے کہ احناف کے نزدیک نمازِ تراویح واجب کے درجے میں شمار ہوتی ہے) ——

چنانچہ قرآن نے وضاحت فرمادی کہ روزوں کے لئے ماہ رمضان معیّن ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں قرآنِ مجید نازل ہوا تھا: گویا یہ ہے ہی نزولِ قرآن کا سالانہ جشن!

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ	رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآنِ
أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ	مجید نازل ہوا ۔

اور احادیث نے تو بالکل ہی واضح کردیا کہ رمضان مبارک میں 'صیام' اور 'قیام' لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں: چنانچہ :-

۱ - امام بیہقیؒ نے رمضان المبارک کی فضیلت کے ضمن میں جو خطبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا 'شعب الایمان' میں نقل کیا ہے، اُس کے الفاظ ہیں :-

جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً	اللہ نے قرار دیا اس میں روزہ رکھنا
وَقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا ۔	فرض اور اُسکا قیام اپنی مرضی پر۔

گویا قیام اللیل اگرچہ "تَطَوُّعًا" ہے تاہم اللہ کی جانب سے 'مجعول' بہرحال ہے!

۲ - بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ	جس نے روزے رکھے رمضان میں
اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ	ایمان و احتساب کے ساتھ بخش دیئے
مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ	گئے اُس کے تمام سابقہ گناہ - اور
اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ	جس نے راتوں کو قیام کیا رمضان میں
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ط	ایمان واحتساب کے ساتھ بخش دیئے
	گئے اُس کے جملہ سابقہ گناہ -

۳ - امام بیہقی نے 'شعب الایمان' میں حضرت عبداللہ ابن عمروؓ ابن العاص سے روایت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ	روزہ اور قرآن بندۂ مومن کے حق

لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّہَوَاتِ بِالنَّہَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ط

میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے ربّ! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے روکے رکھا اسے رات کو نیند سے پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اور اب غور فرمائیے صَوْمِ رَمَضَان کی حکمتوں پر!

حقائق متذکرہ بالا کے پیشِ نظر صیام و قیام رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصود ایک جملے میں اس طرح سمویا جا سکتا ہے کہ: — ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف و اضمحلال کا سبب بنے تاکہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیّت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کو سانس لینے کا موقع ملے۔ — اور دُوسری طرف قیام اللیل میں کلامِ ربانی کا رُوح پر دو رِ نزول اس کے تغذیہ و تقویت کا سبب بنے — تاکہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت کماحقہٗ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کر لے کہ یہی اُس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! — اور دُوسری جانب رُوحِ انسانی از سرِ نو قوی اور توانا ہو کر "اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز" ہو گویا اس میں قرب الی اللہ کا داعیہ شدّت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دُعا و مُناجات ہو جو اصل رُوح ہے عبادت[1] کی اور لُبِّ لُباب ہے رشد و ہدایت کا!

---

[1] بعنوانِ احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ" اور "اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ"۔ "دُعا عبادت کا مغز ہے" اور "دُعا ہی اصل عبادت ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں صوم و رمضان سے متعلق آیات میں:۔
اوّلاً ——— مجرّد صوم کی مشروعیت اور اُس کے ابتدائی احکام کا ذکر ہوا اور اُس کی غرض و غایت بیان ہوئی "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" کے الفاظ میں اور
ثانیاً ——— صومِ رمضان کی فرضیت اور اُس کے تکمیلی احکام کا بیان ہوا اور اُس کے ثمرات و نتائج کا ذکر ہوا دو طرح پر:۔
ایک ——— "وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" کے الفاظ میں جو عبارت ہے انکشافِ عظمتِ نعمتِ قرآن اور اُس پر اللہ کی جناب میں ہدیۂ تکبیر و شکر پیش کرنے سے ——— اور
دُوسرے ——— "وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ . . . . لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ" کے الفاظ میں جو عبارت ہے انسان کے متوجّہ اِلی اللہ و مُتلاشیٔ قربِ الٰہی اور مشغولِ دُعا اور محوِ مناجات ہونے سے جو اصل حاصل ہے عبادتِ رب کا!

الغرض! صیام و قیامِ رمضان کا اصل مقصود یہ ہے کہ رُوحِ انسانی بہیمیت کے غلبے اور تسلّط سے نجات پاکر گویا حیاتِ تازہ حاصل کرلے اور پوری شدّت و قوّت اور کمالِ ذوق و شوق[1] کے ساتھ اپنے ربّ کی جانب متوجّہ ہوجائے!

---

[1] کافرِ ہندی ہوں مَیں دیکھ مرا ذوق و شوق
لب پہ درُود و سلام دِل میں درُود و سلام! (اقبالؔ)

رُوزہ کے بارے میں حدیث قدسی کے الفاظ

"فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ"

متفق علیہا ہیں، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مُسلم دونوں میں موجود ہیں:۔
ترجمہ:۔ "روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔"

رمضان المبارک کا بہترین تحفہ

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبولِ عام تالیف

”مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق“

خود پڑھیے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفتاً پیش کیجیے

دورانِ ماہِ رمضان اہل وعیال اور اعزّہ واقارب کے ساتھ اجتماعی مطالعہ کیجیے!

(نوٹ) اس کتابچے کا انگریزی اور عربی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، فارسی ترجمہ زیر طباعت ہے۔ اس کے حقوقِ اشاعت نہ ڈاکٹر صاحب کے حق میں محفوظ ہیں نہ انجمن کے!

شائع کردہ

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

۳۶- کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: ۸۵۲۶۱۱

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ساتھ

جنوبی ہند میں پندرہ دِن

ایک رپورتاژ

ازقلم :- قاضی عبدالقادر ؛ دوسری قسط

۱۳ ؍ جنوری ؍ منگل

آج بھی صبح اُسی سج دھج سے آئی جس طرح روز آرہی تھی - ہم بھتے ہوٹل کی پانچویں منزل تھی، ہوٹل کا بیرا تھا اور سامنے ناشتہ تھا جس میں وہی کچھ تھا جس سے روز سابقہ پیش آرہا تھا۔ —— اللہ کا شکر ادا کیا جس نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا۔

پچھلے دو روز ہم نے اچھی طرح آرام کیا تھا، خُوب سوئے تھے میری طبیعت تو بہت ہشاش بشاش تھی لیکن رات سے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت خراب تھی، موصوف کے حلق میں INFECTION تھا میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا بھی کہ کسی ڈاکٹر کو دکھا دیا جائے لیکن ڈاکٹر صاحب ٹال گئے - ڈاکٹر صاحب یوں بھی کسی کو زحمت دینا گوارا نہیں کرتے اور خاص طور پہ یہاں تو انہیں بالکل گوارا نہ تھا لیکن میں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت کو دیکھ رہا تھا اور مجھے خدشہ تھا کہ فوری طور پر علاج معالجہ نہ ہوا تو معاملہ بڑھ بھی سکتا ہے اور ابھی تو ڈاکٹر صاحب کے پروگرام شروع ہی نہیں ہوتے جب یہ حال ہے آگے معاملہ کیسے چلے گا - ! پردیس میں طبیعت کا زیادہ خراب ہونا ویسے بھی تشویش کا باعث ہوتا ہے دوپہر کو جب ڈاکٹر نذیر محمد صاحب ملاقات کو تشریف لائے تو میں نے انہیں علیحدگی میں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت کی خرابی کا بتایا، وہ چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں اور میزبان بھی اس لئے انہیں تشویش ہونا فطری تھا - اُن کے ایک دوست ڈاکٹر عبیداللہ صاحب ENT اسپیشلسٹ ہیں - اس وقت ایک بجا تھا یہ اُن کے کلینک کے بند ہونے کا وقت تھا - ڈاکٹر نذیر محمد صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو فوراً ڈاکٹر عبیداللہ صاحب کے پاس چلنے کو کہا ڈاکٹر صاحب نے پہلے تو چلنے میں تکلّف کیا لیکن پھر یہ سمجھ کر کہ میں "راز" افشا کر چکا ہوں اُن کے ساتھ ہولئے دونوں

ڈاکٹر جب پہنچے تو ڈاکٹر عبیداللہ صاحب اپنا کلینک بند کرکے کار میں بیٹھ کر جانے ہی والے تھے۔ بڑے تپاک سے ملے۔ دوبارہ اپنا کلینک کھولا اور ڈاکٹر صاحب کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور دوائیں تجویز فرمادیں۔ ڈاکٹر نذیر محمد صاحب نے راستہ میں دوائیں خریدیں۔ جن کا ڈاکٹر صاحب نے فوری استعمال شروع کر دیا اور الحمدللہ کہ نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ ڈاکٹر عبیداللہ صاحب کو دین سے بہت لگاؤ ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ پورے عرصہ ڈاکٹر صاحب کی تقریریں نہایت ذوق وشوق اور پابندی سے سنتے رہے۔

جماعت اسلامی کی رُوداد حصہ اوّل میں مدراس کے مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب کا نام پڑھا تھا۔ موصوف جنوبی ہند کی نمایاں شخصیت اور جماعت اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ صوبہ مدراس ہی میں رہے اور بعض اختلافات کے باعث چند سال کے بعد جماعت سے مستعفی ہوگئے۔ پاکستان سے جب میں روانہ ہوا تھا تو اشتیاق تھا کہ مدراس میں مولانا کی زیارت نصیب ہوجائے گی۔ ۱۱ جنوری کو امپیریل ہوٹل میں امتیاز صاحب کے نکاح کے موقعہ پر گڑیاتم¹ کے ایک اسکول کے اُردو کے استاد (جسے وہاں پر منشی کہتے ہیں) مولوی عبدالحمید حامد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں مَیں نے اُن سے مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب کا ذکر کر دیا کہ اُن سے ملنے کی بہت خواہش ہے، اُن کا پتہ ہو تو بتائیں۔ کہنے لگے کہ وہ نکاح کی اس محفل میں شریک ہیں۔ یہیں کہیں ہوں گے۔ میں چونکہ اُنہیں پہچانتا نہیں تھا اس لئے حامد صاحب میرے ساتھ اِدھر اُدھر کافی گھومے پھرے لیکن مولانا نظر نہ آئے۔ خیال ہوا کہ واپس چلے گئے ہوں گے معلوم ہوا کہ موصوف یہاں سے تقریباً سو میل دور ویلور کے مدرسۂ باقیات الصالحات میں مدرّس ہیں ـــــ اور پھر ایسا ہوا کہ رات امتیاز صاحب کے ولیمہ کے موقعہ پر تاج ہوٹل میں کیا دیکھتا ہوں کہ حامد صاحب مولانا کو لئے ہوئے میرے پاس چلے آرہے ہیں۔ میں دُور سے ہی پہچان گیا کہ ہو نا ہو یہ مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب ہی ہیں۔ جب قریب آئے تو تعارف ہوا، انتہائی خلوص، محبت، شفقت اور گرمجوشی سے ملے۔ میں فوراً انہیں ڈاکٹر صاحب کے پاس لے گیا جو قریب ہی کی ایک کرسی پر لوگوں

¹ ایک مقام کا نام ہے۔

سے مصروف گفتگو تھے ڈاکٹر صاحب سے بھی یہ اُن کی پہلی ملاقات تھی لیکن "تحریکِ جماعت اسلامی' ایک تحقیقی مطالعہ" کے ذریعہ مولانا کو ڈاکٹر صاحب سے غائبانہ تعارف حاصل تھا مل کر بہت خوش ہوئے ۔ رات خاصی ہوگئی تھی اس لئے تھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد یہ کہہ کر رخصت ہوگئے کہ تفصیلی ملاقات ان شاء اللہ پھر ہوگی ۔

میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ ڈاکٹر صاحب جب کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو ابتداء میں تو میں ڈاکٹر صاحب کے پہلو والی کرسی پر بیٹھتا ۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کہ ڈاکٹر صاحب کی کچھ گفتگو ہو چکی ہوتی تو پھر میں قریب ہی کی کسی اور کرسی پر جا بیٹھتا ۔ اب وہ لوگ جو ڈاکٹر صاحب سے گفتگو کے بعد ڈاکٹر صاحب کی ذات اور اُن کے دعوتی کام کے سلسلہ میں مزید کچھ معلوم کرنا چاہتے وہ وہاں سے اُٹھ کر میرے پاس آنا شروع ہوجاتے لوگوں کا ایک حلقہ ڈاکٹر صاحب کے گرد ہوتا اور دوسرا میرے ساتھ ۔ موقعہ کی مناسبت سے میں لوگوں کے نام و پتے نوٹ کر لیتا بعض باتیں جو لوگ تکلف کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب سے نہ پوچھ پاتے وہ مجھ سے آکر معلوم کر لیتے ۔

ذکر ہو رہا تھا مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب کا رات اُن سے مختصر ملاقات رہی تھی ۔ صبح گیارہ بجے کے قریب موصوف مع مولوی عبدالجمیل باقوی صاحب کے ہوٹل تشریف لے آئے ۔ اتفاق ایسا ہوا کہ تھوڑی دیر قبل باسط صاحب ہمارے ہوٹل گاڑی لے کر آگئے اور مدراس کے مضافات میں کسی تفریحی جگہ چلنے کو کہا ۔ وہ سیر کا پروگرام گھر سے بنا کر آئے تھے ۔ ہم اُن کے ساتھ جانے کے لئے لفٹ تک پہنچے ہی تھے کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور اُس میں سے دو عدد "مولانا صاحبان" ایک مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب اور دوسرے مولوی عبدالجمیل صاحب، برآمد ہوئے ہم نے باسط صاحب سے معذرت کی اور ان حضرات کو لے کر اپنے کمرہ میں آگئے ۔ اس لئے کہ مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب سے ایک ملاقات پر ایسی لاکھ تفریحیں قربان ؎

اے دوست! کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

مولوی عبدالجمیل صاحب ہمراہ تھے ۔اُن کی شخصیت بھی خوب ہے ۔ عالمِ دین ہیں ۔جنوبی ہند میں جمعیت علماءِ ہند کے ناظم ہیں ۔ دیو بندیت رگ وپے میں رچی بسی ہے ۔ بہت محبت اور خلوص سے ملتے ہیں ۔ جس سے محبت کرتے ہیں خوب کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ بھی ان سے اسی طرح محبت کرے ۔یہی حال نفرت کا بھی سمجھ لیجئے ۔ دل کے صاف ہیں ۔کسی کو بات اچھی لگے یا بُری بلا کم وکاست اپنا نقطۂ نگاہ بیان کر دیتے ہیں ۔ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے اور یہ میں نے علماء میں بہت کم پائی ہے کہ اگر اُن کی غلطی واضح کر دی جائے تو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں ۔ڈاکٹر صاحب کے ساتھ گفتگو میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ ایک آدھ ہی جملے کے بعد ڈاکٹر صاحب کے آگے SURRENDER ہو گئے اور میں اُن کی عظمت کا قائل ہو گیا —— رات ولیمہ کے موقعہ پر ڈاکٹر صاحب سے پہلی بار ملے اور نہایت ہی گرمجوشی سے ملے ۔کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں پہلے میرا تاثر یہ تھا کہ ان کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے چنانچہ میں نے اپنے تمام شاگردوں اور دوست واحباب کو بتایا کہ ان سے بچ کر رہنا جماعت اسلامی کا آدمی ہے لیکن جب کسی نے (غالباً مولانا بختیاری صاحب نے) مجھے "جماعت اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ" کتاب دی اور اسے میں نے جستہ جستہ پڑھا اس کے علاوہ شیخ الہندؒ کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے خیالات معلوم ہوئے تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس کے بعد میں ایک ایک کے پاس گیا اور کہا کہ بھائی یہ جماعت اسلامی کا آدمی نہیں ہے اپنا ہی آدمی ہے ، جاؤ جا کر اُن سے ملو ۔اُن کے یہ "اپنا ہی آدمی ہے" کہنے پر واقعہ یہ ہے کہ مجھے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

جماعت اسلامی سے انہیں خدا واسطے کا بیر ہے ۔اپنے قیام مدراس کے دوران ڈاکٹر صاحب نے بکمالِ حکمت اُنہیں جماعت اسلامی کے ساتھ مخاصمت اور مخالفت ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی ۔اس لئے کہ اختلاف تو کسی سے کیا جا سکتا ہے لیکن مخالفت اور مخاصمت پسندیدہ چیز نہیں ۔

مولانا بختیاری صاحب اور مولوی عبدالجمیل صاحب کے ساتھ یہ نشست کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک رہی ۔ دونوں کے آپس میں بہت ہی بے تکلفانہ تعلقات ہیں ۔زیادہ وقت مولانا بختیاری صاحب ہی باتیں کرتے رہے ۔ برصغیر ہندو پاک میں دعوت

اسلامی کے مسائل اور جماعت اسلامی کا ماضی و حال زیر گفتگو رہا۔ مولوی عبدالجمیل صاحب بار بار درمیان میں گفتگو کو سیاسی مسائل کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن مولانا بختیاری صاحب انہیں ٹوک دیتے تھے۔ اور وہ ہر بار خاموش ہو جاتے تھے لیکن اُن کی سیمابی طبیعت انہیں سیاسی مسائل پر گفتگو کے لئے بے چین کئے رہی تھی جس کا اس نشست میں انہیں موقعہ نہیں مل سکا۔

آئندہ ملاقات کے وعدہ پر مولانا بختیاری صاحب رخصت ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب سے اُن کو اتنی محبت ہو گئی تھی کہ جب تک ڈاکٹر صاحب مدراس میں رہے وہ بھی مدراس ہی میں رہے اور ویلور[1] نہیں گئے اور تقریباً روز ہی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے اُن کا طرزِ تکلم اتنا میٹھا اور پیارا ہوتا تھا کہ بس دل میں گھر کر جاتا تھا بظاہر صوفی معلوم ہوتے تھے۔ گیروے رنگ کے کپڑے اور سبز رنگ کا صافہ۔ لیکن ظاہری صوفی کے باطن میں فکر ابھی تک "تحریکی" تھی ——— جس کو کھُرچا نہیں جا سکا تھا۔ اکثر 'احسان' کے موضوع پر گفتگو فرماتے تھے اور اپنے سلسلہ کو "سلسلۂ احسانی" قرار دیتے تھے۔ مختلف ملاقاتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کوشش کی کہ مولانا کا کسی نہ کسی حد تک جماعت اسلامی سے سلسلہ قائم ہو جائے۔ امیر جماعت اسلامی صوبہ ٹامل ناڈو سے بھی ڈاکٹر صاحب کی جب ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے انہیں توجہ دلائی کہ وہ حضرات مولانا سے تعلقات بڑھائیں، انہیں اپنے سے قریب لائیں اور اُن کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

یہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم ٹھیرائے ہوٹل میں گئے تھے اس لئے کہ شادی کی وجہ سے ہمارے میزبانی کے گھروں پر اُن کے قریبی اعزاء واقرباء قیام پذیر تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد ہمیں گھر پر منتقل کر لیں گے۔ ساڑھے تین بجے سہ پہر محمد حیات صاحب تشریف لاتے۔ اور ہوٹل سے ہمیں سیٹھ محمد امین صاحب کے ہاں لے گئے۔ جو ہمارے نئے میزبان قرار پاتے۔ سیٹھ محمد امین صاحب کا تعلق احمد آباد سے ہے مدراس میں چمڑے کی تجارت شروع کی اور یہیں ہو کر رہ گئے کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔ اُن کی بیگم مع بچوں کے اپنے میکے کراچی گئی ہوئی تھیں۔ گھر خالی تھا۔ میزبانی کے لئے انہوں نے پیشکش

[1] ایک شہر کا نام ہے۔

فرمائی جسے ڈاکٹر نذیر محمد صاحب نے قبول کر لیا۔ چند روز قبل قلب میں تکلیف کی کچھ شکایت ہو گئی تھی اس لئے ہوٹل ہمیں لینے نہ جا سکے جس کی ڈاکٹر صاحب بار بار معذرت کرتے رہے اور اپنے دوست ملنگ محمد حیات صاحب کو بھیج دیا جو خود بھی چمڑے کے بیوپاری ہیں۔

بھارت میں چمڑا برآمد کرنے کا سب سے بڑا مرکز مدراس ہے امرتسر تک سے کھالیں یہاں پر آتی ہیں۔ یہ کاروبار تمام کا تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ مدراس اور اُس کے آس پاس مسلمانوں کی بڑی بڑی ٹینریاں ہیں جنہوں نے اس کاروبار میں بڑی ترقی کی ہے۔ لکھ پتی ہونا تو کوئی بات نہیں یہاں پر مسلمان کروڑ پتی تک ہیں۔ پھر ان بیوپاریوں کی اکثریت دین دار اور فرائض دینی کے پابند ہے۔ خدمت خلق اور دینی کاموں میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ہندوستان کے کسی خطہ میں مسلمانوں پر کوئی بپتا آتے یہاں کے مسلمان فوراً اُن کی مالی اعانت کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔ دیوبند اور دیگر دینی اداروں کی مالی اعانت کا بہت بڑا انحصار یہاں کے مسلمان تاجروں کا جذبۂ دینی ہے۔ دیوبند اور دیگر دینی مرکزوں کے علماء اور سفراء اکثر یہاں کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ اور یہاں کے تجار اُن کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور بھرپور مالی امداد کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔ ان تاجروں میں جماعتِ اسلامی سے متاثرین کا بھی ایک چھوٹا سا حلقہ ہے لیکن اکثریت دیوبند، ندوہ اور دیگر دینی اداروں سے وابستہ ہے۔

سیٹھ محمد امین احمد صاحب اور ملنگ محمد حیات صاحب جماعت اسلامی کے بارے میں دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ دونوں نہایت خلیق اور ملنسار ہیں۔ سیٹھ محمد امین صاحب ہمارے بہترین میزبان ثابت ہوئے۔ ہماری ذرا ذرا سی ضرورت کا خیال رکھتے تھے ہماری نہایت ہی خاطر مدارات کرتے تھے اور ساتھ ہی معذرتیں بھی کرتے جاتے تھے کہ جیسے کچھ نہ کر سکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے۔ آمین! مجھ سے خاص طور پر پوچھا کرتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو کوئی تکلیف تو نہیں، انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں! اُن کا نوکر کھانا بھی پکاتا تھا اور گھر کا دیگر کام بھی کرتا تھا وہ بھی دن رات ہماری خدمت میں لگا رہتا تھا۔ ہمارے

آنے سے قبل انہیں دل کی تکلیف ہوگئی تھی جس کے لئے مکمل آرام ضروری تھا لیکن ہمارے قیام کے دوران ہر وقت ہماری خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے حالانکہ ہم اُن سے بہت کہتے تھے کہ آپ آرام کریں لیکن اُن کا جواب صرف ایک ہی ہوتا تھا کہ مجھے دِل کی کوئی شکایت نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر پا رہا ـــــ اور اس طرح ہم شرمندہ ہو کر رہ جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین! ان تمام کاموں میں ملنگ محمد حیات صاحب بھائی امین صاحب کے دستِ راست تھے۔ انہیں جب بھی ذرا موقعہ ملتا گھر پہ آموجود ہوتے۔ اُن کا بس چلتا تو ہمارے پاس سے ذرا نہ ٹلتے ـــ اُن کا ایک انداز مجھے اب تک یاد ہے کہ جب اپنی کار میں وہ ہمیں کہیں لے جاتے اور گاڑی سے ہم اُترتے تو میں گاڑی کے شیشے چڑھا دیا کرتا جس کی مجھے عادت ہے تاکہ صاحبِ کار کو تکلیف نہ ہو۔ اس پہ وہ مسکراتے ہوئے بڑے ہی پیارے انداز میں مجھے " THANK YOU " کہتے۔ اُن کا یہ انداز مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

مرکزی میلاد کمیٹی مدراس جس نے ڈاکٹر صاحب کو مدراس میں سیرت نبویؐ پر خطاب کرنے کی دعوت دی تھی اس کے زیرِ اہتمام ہر سال یکم ربیع الاوّل تا ۱۲، ربیع الاوّل روزانہ جلسوں کا اہتمام ہوا کرتا ہے۔ اس میں شروع کے پانچ روز تو کسی مقامی عالم دین کی تقاریر ہوتی ہیں اور آخری سات روز ملک یا بیرونِ ملک کی کسی اہم شخصیّت کو دعوتِ خطاب دی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال یکم ربیع الاوّل تا ۵، ربیع الاوّل مطابق ۸، جنوری تا ۱۲، جنوری ایک مقامی عالم دین کی تقاریر ہوئیں۔ یہ جلسے شہر کی تاریخی جامع مسجد والاجاہی کے وسیع احاطہ میں رات کو دس بجے منعقد ہوتے تھے کیونکہ یہی وقت یہاں کے لوگوں کی شرکت کے لئے موزوں ہوتا تھا۔ ۱۳، جنوری تا ۱۹، جنوری (منگل تا پیر) ڈاکٹر صاحب کے خطابات ہوئے جن کی ترتیب حسب ذیل تھی :-

۱۳ - جنوری - اسلام میں نبوّت و رسالت کا تصوّر

۱۴ - جنوری - ختم نبوّت اور تکمیلِ رسالت

۱۵ - جنوری - حیاتِ طیبہ کا مکّی دَور
۱۶ - جنوری - اندرونِ ملکِ عرب مقاصدِ رسالت کی تکمیل
۱۷ - جنوری - رسالت محمدّی کا بین الاقوامی مرحلہ
۱۸ - جنوری - نبی اکرمؐ سے ہمارا تعلّق
۱۹ - جنوری - نبی اکرمؐ کے مشن کی تکمیل اور ہمارا فرض -

مرکزی میلاد کمیٹی نے ان اجتماعات کی پبلسٹی کا اچھی طرح بندوبست کیا - سب سے پہلے ایک پوسٹر شائع کیا جس میں ایک مقامی عالم اور ڈاکٹر صاحب کے خطابات کی اطلاع تھی - اس کے بعد دوسرا پوسٹر نکالا جس میں ڈاکٹر صاحب کے ساتوں دنوں کے خطابات کی تفصیلات تھیں یہ دونوں پوسٹر جہازی سائز میں شائع کئے گئے - علماء کرام اور مولوی حضرات کی طرح ہم نے آجتک کبھی ڈاکٹر صاحب کے نام کے آگے پیچھے القابات کی گردان نہیں لگائی - لیکن یہاں جو پوسٹر شائع ہوئے اُن میں ان حضرات نے ڈاکٹر صاحب کا نام ہر جگہ اس طرح لکھا :
"خطیب پاکستان رئیس الواعظین الحاج مولانا ڈاکٹر اسرار احمد صاحب صدر موسّس انجمن خدّام القرآن لاہور پاکستان"- میں نے ڈاکٹر نذیر محمد صاحب سے کہا بھی کہ بھائی یہ القابات لگانے کی کیا ضرورت تھی ڈاکٹر صاحب کا نام ہی کافی تھا - مسکرا کر کہنے لگے اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں یہ جلسہ کے منتظمین کا کام ہے - پھر کہنے لگے کہ اس میں بھی حکمت ہے - یہاں پر جب تک لمبے جوڑے القابات نہ لگائے جائیں لوگ تقریر سننے نہیں آتے ، ——— ان دو پوسٹروں کے علاوہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تقریر کے سلسلہ میں ایک علیحدہ پوسٹر بھی شائع کیا گیا -

انگریزی کے کثیر الاشاعت روزنامے (THE DAILY HINDU) اور (DAILY INDIAN EXPRESS) میں روزانہ اعلانات شائع کرائے گئے - اُردو کے واحد روزنامہ "مسلمان" میں روزانہ بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے گئے - جس میں روزانہ کے پروگراموں کی تفصیل شائع ہوتی تھی -
مسجد والاجاہی کے احاطہ میں آج رات کو ساڑھے دس بجے ڈاکٹر صاحب کی

پہلی تقریر "اسلام میں نبوّت ورسالت کا تصوّر" کے موضوع پر ہوئی - کافی وسیع پنڈال تھا - ہمارے ہاں کی طرح یہاں پر شامیانے نہیں لگائے جاتے بلکہ بانسوں اور چٹائیوں سے پنڈال بنایا جاتا ہے - اسٹیج کی جگہ پر پنڈال کی چھت اونچی بنائی جاتی ہے - جہاں کپڑا لگایا جاتا ہے - اسٹیج کی جگہ تخت پر تین کرسیاں تھیں - ایک صاحبِ صدر کے لئے، ایک مقرر کے لئے اور ایک اسٹیج سیکرٹری کے لئے - جلسوں کی صدارت مرکزی میلاد کمیٹی کے صدر جناب الحاج سلیمان محمّد ابراہیم سیٹھ فرماتے تھے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض کمیٹی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر نذیر محمد صاحب ادا کرتے تھے - پنڈال لوگوں سے بھرا ہوا تھا دوران تقریر بارش بھی ہوگئی - پنڈال جگہ جگہ سے ٹپکنے لگا لوگ بھیگتے رہے لیکن صبر وسکون کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی تقریر سنتے رہے - تقریر کے بعد سیٹھ سلیمان صاحب ہمیں ماؤنٹ روڈ پر واقع بلال ہوٹل لے گئے جہاں لذیذ چائے سے ہماری تواضع کی - رات کو ایک بجے سیٹھ امین صاحب اور حیات صاحب کے ساتھ ہم واپس گھر لوٹے -

میلاد کمیٹی کے جائنٹ سیکرٹری محمد عظیم صاحب بہت شریف اور نیک نوجوان ہیں - سرکاری ملازم ہیں - ہم سے بہت محبّت ہے - جہاں ملتے ہیں آنکھیں بچھاتے ہیں پہلا سوال یہی ہوتا ہے کہ "میرے لائق کوئی کام" - پولیس میں ہمارے پاسپورٹ وغیرہ کا اندراج انہوں نے ہی کرایا تھا - روزانہ جلسہ میں بڑی محبّت سے مجھے ایک میٹھا پان ضرور پیش کرتے ہیں - حالانکہ میں پان کا عادی نہیں لیکن کتھے اور چونے کے ساتھ ساتھ محبّت اور خلوص کا لگایا ہوا ان کا پان میں بڑے شوق سے کھاتا ہوں ـــ ایک زمانہ میں پان کا بڑا عادی تھا (تمباکو کا نہیں) ہر وقت منہ میں پان کا ایک بیڑہ ہوتا تھا - یہ شکوہ یا شکر کی بات تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک بار کہہ دیا کیا بات ہے پان بہت کھانے لگے ہو - اُن کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت سے پان کھانا چھوڑ دیا - کم ازکم دو سال تک ایک پان بھی نہیں کھایا - دوست احباب پان پیش بھی کرتے اور کہتے میاں کھالو کبھی کبھار ایک آدھ کھانے میں کیا حرج ہے - کچھ میرا جی بھی للچاتا لیکن سوچتا کہ یہ کبھی کبھار کا معاملہ بڑھتے بڑھتے پھر عادت نہ بن جائے اس لئے اس سے دُور رہنے میں ہی

عافیت ہے ۔ دو سال کے بعد ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کہیں گیا ہوا تھا غالباً مظفر صاحب کے ہاں ۔ وہاں پر پان کی طشتری آئی ۔ ڈاکٹر صاحب نے پان کھا کر طشتری میری طرف بڑھا دی ۔ عرصۂ دراز کے بعد پہلا پان میں نے وہ کھایا اور اس کے بعد مہینوں میں کبھی ایک آدھ بار کسی کے گھر پر کھا لیتا ہوں اور بس ۔ لیکن یہاں ہمارے دوست عظیم صاحب روزانہ ہی پان سے تواضع کرتے رہے ۔ البتہ پان کو "عادت" میں نے آج تک نہیں بننے دیا ۔ پان ہی پر کیا موقوف ہے ۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی چیز کو عادت کے طور پر نہیں رہنے دیا ۔ ایک آدھ عادت دیر تک چمٹی رہی لیکن اس کے خلاف سخت جدّوجہد کر کے اس سے گلو خلاصی میں کافی حد تک کامیاب رہا ہوں ۔

آج صبح میں نے مولانا وحیدالدین خان صاحب مدیر "الرسالہ" کو دہلی فون کیا ۔ ڈاکٹر صاحب نے اُن سے گفتگو کی ۔ مولانا نے فرمایا کہ وہ ایک سیمینار میں شرکت کے لئے بھوپال آ رہے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے انہیں بمبئی آنے کی دعوت دی تاکہ ملاقات کی جا سکے مولانا نے فرمایا کہ وہ بھوپال آنے کے بعد اپنے بمبئی آنے کی اطلاع دیں گے ۔

مدراس کی ٹیلی فون ڈائرکٹری میں جماعت اسلامی کے دفتر کا ٹیلی فون نمبر نکال کر میں نے دفتر جماعت فون کیا ۔ ناظم دفتر محمد عتیق صاحب سے گفتگو ہوئی ۔ معلوم ہوا کہ امیر حلقہ جناب اعجاز احمد اسلم صاحب باہر دورے پر گئے ہوئے ہیں ۔ میں نے عتیق صاحب کو ملاقات کی دعوت دی ۔ انہوں نے وقت کا تعین بھی کر لیا لیکن پھر کسی شدید مصروفیت کی بنا پر ٹیلی فون کر کے معذرت کر لی ۔

جب سے میں مدراس آیا تھا میں نے علی گڑھ اپنے بہنوئی اور کانپور اپنے چھوٹے بھائی کو ٹرنک کال بُک کرانے کی روزانہ کوشش کی لیکن پورے قیام مدراس کے دوران دونوں جگہ کی لائن نہیں مل سکی ۔ ٹیلی فون آپریٹر کو روزانہ نمبر دیا جاتا تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ لائن خراب ہے نہیں مل رہی ۔ معلوم ہوا کہ وہاں پر ٹیلی فون کا یہی حال رہتا ہے ۔ اس لحاظ سے ہمیں اپنے ملک کا ٹیلی فون

کا نظام بہت بہتر معلوم ہوا۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ انڈیا نہایت وسیع و عریض ملک ہے اور جتنا بڑا ملک ہے اتنے ہی وہاں کے مسائل ہیں - دوسرے یہ کہ PRIORITIES ہم نے کچھ اور منتخب کیں اور انڈیا نے کچھ اور ---

۱۴ر جنوری سیٹھ محمد امین صاحب اور محمد حیات صاحب آج دوپہر ہمیں حفیظ الرحمن صاحب کے گھر لے گئے - جنہوں نے ہمیں کھانے پر مدعو کیا تھا - حفیظ صاحب، حیات صاحب کے قریبی عزیز ہیں - چمڑے کے بہت بڑے تاجر اور ٹینری کے مالک ہیں - جماعت اسلامی کے ہمدردوں میں سے ہیں - ان کے بھائی عبید اللہ صاحب جو جماعت کے رکن ہیں وہ بھی موجود تھے۔
حفیظ صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں - انتہائی ذہین ہیں - تجارت کے مسائل پر دینی نقطۂ نگاہ سے سوچنا اہل علم سے ان مسائل پر تبادلۂ خیال کرنا اور تجارت کو دینی اصول پر استوار کرنے کی کوشش ان کے محبوب مشاغل ہیں - سرکاری محکموں کے تحت قائم کردہ مختلف کمیٹیوں میں بھی وہ شامل ہیں - جہاں وہ مسلمانوں کی بہتر نمائندگی کرتے ہیں۔ اور حکومت انکے مشوروں کو اہمیت دیتی ہے۔ بڑی تجارتوں اور صنعتوں کو سود سے پاک رکھنے میں انہیں نہایت دقت اور مشکلات کا سامنا ہے - اُن کے سامنے یہ مسئلہ ایک THEORY کے طور پر نہیں ہے بلکہ انہیں عملی طور پر (PRACTICALLY) درپیش ہے - یہ اُن کا اپنا اور دیگر ہم پیشہ برادری کا مسئلہ ہے - انہیں بڑی بڑی تجارتیں اور صنعتیں بھی چلانی ہیں اور وہ سود سے بچنا بھی چاہتے ہیں - اس سلسلہ میں انہوں نے خاصا مطالعہ کیا ہے - بہت کچھ سوچ بچار کیا ہے - علماء اور اہل علم سے ملاقاتیں بھی کی ہیں اور آج کی نشست میں بھی یہی مسئلہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ زیر گفتگو رہا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی گفتگو میں معاملہ کے بہت سے پہلو سامنے آئے - کچھ پہلو ڈاکٹر صاحب نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ واضح فرمائے۔

حفیظ الرحمن صاحب نے مسئلہ کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ آج کی دنیا میں تجارت اور صنعت کا زیادہ تر دارومدار بینک اور دیگر مالیاتی اداروں کے FINANCES پر ہوتا ہے - کسی صنعت یا تجارت میں تاجر یا صنعت کار

کا اپنا پیسہ بہت کم ہوتا ہے زیادہ تر رقم بینکوں اور مالیاتی اداروں سے قرض حاصل کی ہوئی ہوتی ہے - اس کی مثال انہوں نے یوں دی کہ فرض کیجئے ایک شخص اپنے پاس سے ۳۳ روپے INVEST کرتا ہے - اس کی دگنی رقم یعنی ۶۷ روپے مالیاتی ادارے قرض دیدیتے ہیں - مزید برآں اس کی دگنی رقم یعنی دو سو روپے بینک WORKING CAPITAL کے طور پر قرض دیدیتا ہے اب تین سو روپے کی تجارت یا صنعت میں ایک شخص کا اپنا حصہ صرف ۳۳ روپے ہوتا ہے - یعنی کل رقم کا صرف دس فی صدی -

انڈیا کے ٹیکس کے نظام کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے ایک تاجر یا صنعت کار کے منافع کا تعین دو صورتوں میں کیا پہلی صورت جس میں وہ بینک اور مالیاتی اداروں سے رقم سود پر لیتا ہے اور دوسری صورت جب کہ وہ تمام رقم اپنے پاس سے لگاتا ہے اور کوئی رقم کہیں سے سود پر قرض نہیں لیتا - ان دونوں صورتوں کے لئے انہوں نے جو مثالیں دیں بہتر ہوگا کہ وہ بھی پیش کر دی جائیں -

پہلی صورت :-

ایک شخص کا اپنا سرمایہ	3.3 لاکھ
مالیاتی اداروں سے قرض لیا	6.7 لاکھ
میزان	10.00 لاکھ
ورکنگ سرمایہ (بینک کا قرضہ)	20 لاکھ
فروخت (TURNOVER)	80 لاکھ
اندازاً منافع - فروخت کا چھ فی صد	4.8 لاکھ
مالیاتی اداروں کو سود کی ادائیگی	0.70 لاکھ
بینک کو سود کی ادائیگی	3.20 لاکھ
بقایا	0.90 لاکھ
ٹیکس کی ادائیگی	0.60 لاکھ
حتمی منافع (NET PROFIT)	0.30 لاکھ

یعنی اُس شخص کی اپنی INVEST کی ہوئی رقم کا دس فی صد۔

دوسری صورت

تجارت اور صنعت کی دوسری شکل یہ ہے کہ سُود کی لعنت سے بچنے کے لئے بینکوں یا مالیاتی اداروں سے کوئی قرض نہ لیا جائے بلکہ تمام سرمایہ کاری اپنے ذرائع سے کی جائے۔ اس صورت میں ایک شخص کو تیس لاکھ روپے اپنے پاس سے یا اپنے ذرائع سے (سُود پر کوئی رقم لئے بغیر) لگانے ہوں گے تو پوزیشن یہ رہے گی۔

فروخت (TURN-OVER)	80.00	لاکھ
منافع (فروخت کا چھ فی صد)	4.8	لاکھ
ٹیکس کی ادائیگی	2.4	لاکھ
حتمی منافع (NET-PROFIT)	2.4	لاکھ

یعنی کُل لگائی ہوئی رقم کا آٹھ فی صد۔

حفیظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ پہلی صورت میں ایک شخص جب کہ سُود پر بینک اور مالیاتی اداروں سے قرض حاصل کرتا ہے۔ اپنی لگائی رقم INVEST-MENT پر دس فی صد منافع حاصل کرتا ہے لیکن دوسری صورت میں جب کہ وہ سُود کی لعنت سے بچتے ہوئے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے قرضہ لئے بغیر کاروبار کرتا ہے تو اپنے پاس سے دس گنا مزید رقم لگانے کے باوجود بھی کم منافع یعنی صرف آٹھ فی صد حاصل کرتا ہے۔ اس طرح ظاہر ہے کہ سرمایہ کا بہاؤ تو اسی طرف رہے گا جدھر منافع زیادہ ملتا ہو۔ اور ایک نسلی مسلمان کے لئے دوسری صورت میں کوئی کشش نہیں ہوگی۔ کشش اس صورت میں تو پیدا کی جا سکتی ہے اگر حکومت اسلامی ہو اور وہ ٹیکسوں اور بینک کے نظام میں ایسی اصلاحات کرے جن سے ایک تاجر اور صنعت کار کو دین پر چلنا آسان ہو لیکن یہاں بھارت میں تو اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

حفیظ الرحمٰن صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر نفع و نقصان میں شراکت کے اصول پر بھی تجارت اور صنعتوں کو چلایا جائے تب بھی ایک شخص کو اپنے سرمایہ پر نہایت ہی کم NEGLIGBLE منافع ملتا ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں سرمایہ

کا تناسب یہ ہوگا - تین سو کی تجارت میں ۳۳ روپے اُس شخص کے اپنے ہوں گے اور ۲۶۷ روپے بینک اور مالیاتی اداروں کے - یعنی تقریباً ایک اور نو کی نسبت ہوگی - اس طرح اُس شخص کو اپنے سرمایہ پر تین فی صد سے زیادہ منافع نہیں مِل سکے گا - جو ظاہر ہے نہ ہونے کے برابر ہے -

حفیظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ اگر ہم جائنٹ اسٹاک کمپنی بناتے ہیں تو اس صورت میں DIVIDEND دینے سے قبل ۶۰ سے ۶۵ فی صد رقم انکم ٹیکس کے طور پر چلی جاتی ہے - اگر ایک کمپنی اخراجات وغیرہ کی منہائی کے بعد بیس فی صد منافع حاصل کرتی ہے تو انکم ٹیکس کی ادائیگی کے بعد آٹھ فی صد سے زیادہ DIVIDEND نہیں دے سکتی - اور ۲۰ سے ۲۵ فی صد منافع بھی وہ کمپنیاں کماتی ہیں جو بہت پرانی اور WELL - ESTABLISHED ہیں اور جن کے پاس RESERVES کی وافر مقدار ہے -

ڈاکٹر صاحب اور ہم حفیظ الرحمٰن صاحب کی گفتگو نہایت توجہ سے سُن رہے تھے - یہ سب کچھ بیان کر کے حفیظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہم نے سود سے پاک تجارت اور صنعتیں چلانے کے لئے موجودہ ٹیکس کے نظام کے تحت ایک حل سوچا ہے جس میں سُود کی لعنت سے بھی بچا جا سکتا ہے - اور معقول منافع بھی حاصل کیا جا سکتا ہے - اور وسیع پیمانے پر کاروبار یا صنعت بھی چلائی جا سکتی ہے - اُن کے نزدیک اس کا حل یہ تھا -

اوپر جو دو صورتیں درج کی گئی ہیں اُن میں تیس لاکھ کی رقم درکار تھی وہ اس طرح حاصل کی جائے چار پارٹنرشپ فرم قائم کی جائیں - ہر فرم میں پندرہ پارٹنرز ہوں اور ہر پارٹنر پچاس پچاس ہزار روپے فراہم کرے - چاروں پارٹنرشپ فرمیں آزاد ہوں لیکن کاروبار مشترکہ ہو اور اس کے لئے ایک COMMON منتظمہ ہو - اس سرمایہ پر منافع (RETURN) جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں دیا ہوا ہے 4.8 لاکھ ہوگا جسے ۶۰ شرکاء میں تقسیم کر دیا جائے گا اور ہر شریک (PARTNER) کے حصّہ میں آٹھ ہزار روپے آئیں گے جو انکم ٹیکس کی حد سے کم ہیں - اس طرح ہر شخص کو اپنے سرمایہ پر سولہ فی صد

منافع ملے گا جب کہ اُوپر دی ہوئی دلو مثالوں یعنی پہلی اور دوسری صورت میں بالترتیب دس اور آٹھ فی صد منافع ملتا ہے۔

حفیظ الرحمٰن صاحب نے بتایا کہ انڈین پارٹنرشپ ایکٹ کے تحت شرکاء کی تعداد ۱۹ تک ہوسکتی ہے۔ پارٹنرشپ کا منافع اگر سپر ٹیکس کی حد میں آجائے اور یہ ادا کرنا ہو تب بھی شرکاء (RARTNERS) کو معقول منافع اور پہلی درج شدہ دو صورتوں سے زیادہ ملتا ہے۔

حفیظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اپنے ملک کے حالات اور قوانین کے تحت اس طریقہ کو بہتر سمجھا ہے۔ تاکہ ایک طرف سُود کی لعنت سے بھی بچے رہیں اور دوسری طرف معقول منافع بھی حاصل ہوتا رہے۔ اس کے لئے انہوں نے "المیزان" کے نام سے ایک ادارہ کی تشکیل کی ہے جس کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں اس طریقہ پر کاروبار چلایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ حفیظ الرحمٰن صاحب اور اُن جیسی سوچ رکھنے والے دوسرے حضرات کو جزائے خیر دے اور کامیابی عطا فرمائے۔ آمین! ورنہ واقع یہ ہے کہ اچھے خاصے دیندار لوگ جن کے معتقدین کے نزدیک وہ اگر دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں، اپنی تجارتوں اور صنعتوں میں سُود کی آمیزش اُن کے ضمیر میں ذرا بھی خلش پیدا نہیں کرتی اور سُود اُن کے لئے ہنیئاً مریئاً بنا ہوا ہے ع، کہ ہم نے انقلاب چرخ گردوں یوں بھی دیکھا ہے۔

حفیظ الرحمٰن صاحب جتنے نفیس آدمی ہیں اُنہی کے ذوق کے مطابق اُن کی خوبصورت کوٹھی ہے اور اتنا ہی لذیذ اُن کے ہاں کا کھانا تھا۔

کئی گھنٹہ کے تبادلۂ خیال کے بعد ہم اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ حفیظ الرحمٰن صاحب کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی کتابوں کا ایک سیٹ ہدیہ کیا۔ حفیظ الرحمٰن صاحب کے ہاں کھانے پر رحمت اللہ صاحب بھی مدعو تھے جو کراچی میں یونائیٹڈ بنک میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور امتیاز صاحب کی شادی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

بعد نماز مغرب مسجد پیری میٹ میں ڈاکٹر صاحب کی تقریر تھی۔ پیری میٹ یہاں کا وہ علاقہ ہے جہاں پر چمڑے کے تمام کاروباری اداروں کے دفاتر ہیں۔ پورے انڈیا میں مدراس چمڑے کی سب سے بڑی منڈی ہے اور اس منڈی کا مرکز پیری میٹ

ہے کروڑوں اور اربوں روپے کا کاروبار یہاں پر ہوتا ہے ۔ جو سب کا سب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے ۔ یہاں پر چمڑے کے کاروباری حضرات نے ایک خوبصورت مسجد بنوائی ہے جس میں آج ڈاکٹر صاحب کی تقریر تھی ۔ چمڑے کے ایک بڑے بیوپاری نذیر احمد صاحب اس مسجد کے سیکرٹری ہیں جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اس مسجد میں تقریر کے لئے مدعو فرمایا تھا ۔ ورنہ اس مسجد میں عام طور پر دینی مدرسوں اداروں اور خصوصاً دیوبند کے علماء کرام یہاں کے دورہ کے موقع پر خطاب کیا کرتے ہیں ۔ نذیر احمد صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے سلسلہ میں ایک پوسٹر بھی شائع کرایا ۔ مسجد کا ہال ، دالان اور صحن لوگوں سے بھرے ہوئے تھے ۔ سب سے پہلے مولوی عبدالجمیل باقوی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا اپنے مخصوص انداز میں تعارف کرایا مولانا صبغتہ اللہ بختیاری صاحب بھی موجود تھے ۔ ڈاکٹر صاحب تقریر کے موضوع کا آخری وقت تک فیصلہ نہ کرسکے تھے لیکن جب تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو تقریر کی اور خوب کی ۔ سوا گھنٹے کی تقریر لوگوں نے نہایت صبر وسکون کے ساتھ سنی ، تقریر کا موضوع "پندرھویں صدی ہجری اور اس کے ہم سے تقاضے" تھا ۔ لوگ تقریر سے بہت متاثر ہوئے ۔

عشاء کی نماز کے بعد ملنگ محمد حیات صاحب کے گھر پُر تکلف کھانا کھایا ۔ تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر احاطہ مسجد والا جاہی چلے گئے جہاں آج ڈاکٹر صاحب کی دوسری تقریر ہوئی جس کا موضوع تھا : "ختمِ نبوّت اور تکمیلِ رسالت" ۔ آج بھی بادل چھائے ہوئے تھے ۔ کل چونکہ بارش ہوگئی تھی اسلئے منتظمین نے آج کا جلسہ مسجد کے ہال میں رکھا ۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کوئی بارہ بجے رات ختم ہوئی ۔

آج سہ پہر پیر پیر ٹوبیکو کمپنی کے چیرمین جناب عبدالصمد صاحب اپنے سیکرٹری رفعت صاحب کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے ہماری قیام گاہ پر تشریف لائے ۔ شادی کے مہمانوں کی وجہ سے اُن کو اتنی مصروفیت رہی تھی کہ پہلے آ نہیں سکے تھے ۔ بہت معذرت کر رہے تھے ۔ انہیں ڈاکٹر صاحب کا بڑا خیال رہتا تھا ۔ وہ اتنی سادہ طبیعت کے آدمی ہیں ، ان میں اتنی تواضع اور

منکسر المزاجی ہے اور ان کی باتوں میں اس بلا کی سادگی ہوتی ہے کہ انہیں دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہی وہ شخص ہے جو پرمیر ٹوبیکو کمپنی جیسے ادارہ کو نہ صرف چلا رہا ہے بلکہ ترقی کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔

۱۵ جنوری (جمعرات) صبح دس بجے مولانا سید صبغۃ اللہ شاہ بختیاری صاحب تشریف لائے اور ظہر تک ڈاکٹر صاحب سے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ حیدر آباد دکن میں موصوف کی نوجوانی کا دور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ساتھ گزرا ہے اُس دور کے مولانا بہت سے واقعات سُناتے رہے۔ مولانا مرحوم کے ساتھ شاہ صاحب کی بہت بے تکلفی رہی تھی۔ تحریکِ جماعت اسلامی میں عرصۂ دراز تک ساتھ کام کیا تقسیم بّرصغیر کے بعد جماعت اسلامی ہند کی قیادت سے شاہ صاحب کے اختلافات پیدا ہوگئے اور انہوں نے رکنیت سے استعفیٰ دیدیا۔ جماعت اسلامی کی فکر اب بھی ان میں رچی بسی ہے۔ مولانا مودودی صاحب مرحوم و مغفور کے اب بھی انتہائی عقیدت مند ہیں اور ان کا نام نہایت ہی محبت اور احترام سے لیتے ہیں۔

میرے ساتھ گفتگو میں ایک دفعہ پشاور یونیورسٹی کے صدر شعبۂ عربی مولانا محمد اشرف صاحب کا نام بہت عقیدت کے ساتھ لیا۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ میرا لڑکا اُسامہ اُن سے بیعت ہے تو بہت خوش ہوئے۔ زمانۂ قیام مدراس میں کئی بار مجھ سے کہا کہ اپنے بیٹے اُسامہ سے کہنا کہ ہمارا اسلام اپنے پیر صاحب تک پہنچا دے۔ مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مجھے ایک خط بھی دیا جو میں نے انہیں لاہور سے حوالۂ ڈاک کر دیا۔

عصر کے بعد دو نوجوان تشریف لائے۔ چہرے پر چھوٹی سی خوبصورت داڑھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی تقاریر کے دوران کئی بار علیک سلیک ہوئی تھی لیکن تعارف نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ دو نوجوان اور اُن کے ساتھی مدراس میں ایک عربک اسٹڈی سرکل اور ایک لائبریری۔ صفہ لائبریری کے نام سے چلا رہے ہیں۔ دینِ حق کے غلبہ اور قرآن مجید کی زبان عربی کے فروغ کے لئے بہت جوش و جذبہ سے کام کر رہے ہیں۔ ان میں ایک صاحب کا نام تھا سید کرامت اللہ بھنی اور دوسرے

نوجوان تھے رشید صاحب ۔
یہ نوجوان دن میں مختلف تجارتی اداروں میں ملازمت کرتے ہیں اور شام و رات کے فارغ اوقات میں تعلیمی و تبلیغی کام کرتے ہیں ۔ عربی اسٹڈی سرکل اور صفہ لائبریری کا قیام ۱۹۷۸ء میں عمل میں آیا تھا ۔ عربی کورس کا پہلا گروپ (BATCH) جنوری ۱۹۷۸ء میں داخل ہوا ۔ شہر میں تین جگہ عربی پڑھانے کے مراکز قائم ہیں جن میں ایک سو سے زائد طلباء عربی کی تحصیل کر رہے ہیں ۔ ایک سال کا کورس ہوتا ہے ۔ اسٹڈی سرکل اور لائبریری غیر تجارتی بنیادوں پر چلائے جا رہے ہیں ۔
صفہ لائبریری میں مختلف زبانوں میں بہت سی کتابیں ہیں جو لوگوں کو مطالعہ کے لئے جاری کی جاتی ہیں ۔ دارالمطالعہ میں انڈیا کے علاوہ سعودی عرب، کویت، شام ملائشیا، جاپان، امریکہ، جنوبی افریقہ، ایران، مغربی جرمنی، پاکستان اور دوسرے بہت سے ملکوں سے اردو عربی اور انگریزی میں رسائل و جرائد آتے ہیں دارالمطالعہ اور لائبریری عام لوگوں کے لئے کھلی رہتی ہے ۔
عربک اسٹڈی سرکل اور صفہ لائبریری کی متحرک شخصیت سید کرامت اللہ بھنی صاحب کی ہے جو ان اداروں کے سیکرٹری ہیں ۔ انہوں نے مجھ سے شکایت کی کہ پاکستان سے رسائل و جرائد انہیں بہت کم ملتے ہیں ۔ ہم اُن کا پتہ درج کئے دیتے ہیں اور پاکستان کے رسائل و جرائد کے ذمہ دار حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ دیار ہند میں خاموشی کے ساتھ تعمیری کام کرنے والے ان نوجوانوں کی مدد کی جائے اور انہیں اپنے رسائل و جرائد اعزازی طور پر جاری کر دیئے جائیں ۔ ان کا پتہ یہ ہے ۔

ARABIC STUDIES CIRCLE AND
SUFFAH LIBRARY
55, STRAHANS ROAD
MADRAS-600-012 (INDIA)

دینی و تعمیری موضوعات پر کتب ارسال کر کے بھی ان کی مدد اور حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے ۔ دونوں نوجوان کافی دیر تک ڈاکٹر صاحب سے مصروفِ گفتگو رہے اپنے کام کا تعارف کرایا اور اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب سے مفید مشورے حاصل

کرتے رہے ۔ ہم نے انہیں ڈاکٹر صاحب کی اُردو اور انگریزی کتب کا سیٹ پیش کیا نیز اُن کی لائبریری کے لئے ماہنامہ "میثاق" جاری کرنے کا وعدہ کیا۔

معلوم ہوا کہ مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے صاحبزادے مولانا انظر شاہ کاشمیری جو دارالعلوم دیوبند میں مدرّس ہیں، آج ہی مدراس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور آج بعد نماز مغرب جامع مسجد پیری میٹ (جہاں کل شام ڈاکٹر صاحب کی تقریر تھی) میں خطاب فرمائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا چلو تقریر سنتے ہیں۔ مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے صاحبزادے کی تقریر ہے۔ چنانچہ ہم لوگ مغرب کے وقت مسجد پہنچ گئے۔ نماز مغرب سے قبل مولانا اُنظر شاہ صاحب تشریف لاتے۔ ڈاکٹر صاحب سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ایک روز قبل ڈاکٹر صاحب اس مسجد میں تقریر کر چکے ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی وہ کہ جن کے پاس کسی مدرسہ یا دارالعلوم کی سند موجود نہیں تھی۔ کسی نے مولانا کو بتا دیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے "ہجرت" کے موضوع پر تقریر کی تھی (حالانکہ موضوع تھا "پندرھویں صدی ہجری کے ہم سے تقاضے") چنانچہ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز ہی اس طرح کیا کہ حضرات کل آپ "ہجرت" کے موضوع پر خطاب سُن چکے ہیں اور پھر ڈاکٹر صاحب پر مخصوص انداز میں کچھ فقرے چست کرتے ہوئے "ہجرت" کے موضوع پر بولنا شروع کیا اور اس کے بعد —— موضوع تو رہا ایک طرف، پتہ نہیں کس کس وادی میں گشت فرماتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا صحیح موضوع تک تو معلوم نہ تھا لیکن اپنی اور ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا بزعم خود موازنہ فرما رہے تھے! موضوع سے غیر متعلق ادھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ سُن کر تعجب بھی ہوا اور افسوس بھی۔ ہم تو یہ سمجھ کر آئے تھے کہ مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے صاحبزادے اور دارالعلوم دیوبند کے مدرس کی تقریر میں ایک "عالمانہ" شان ہوگی مگر "ہجرت" کے موضوع کی اس "عامیانہ" سی تقریر میں اور تو سب کچھ تھا مگر اصل موضوع سے یکسر خالی تھی بھرے جلسہ میں سر پیٹ لینے کو جی چاہ رہا تھا — اب آپ ہی سوچئے کہ اس طرح کے جملے ایک عالم دین اور اُن جیسی شخصیت کو کہاں زیب دیتے اور جچتے ہیں کہ "حضرات میں تو دُبلا پتلا سا آدمی ہوں کل جو صاحب آئے تھے

وہ تو اچھے تن و توش والے تھے ۔" یہ تو ایک مثال ہے دیگ کے اس ایک چاول سے آپ کو پوری دیگ کا پتہ چل جائے گا ـــــ ہائے ؎

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

ان کی تقریر کا انقباض منتظمینِ جلسہ میں سے اکثر حضرات کے چہروں پر عیاں تھا بعد میں معلوم ہوا کہ مولوی عبدالجمیل صاحب اور دیگر حضرات نے تقریر کے بعد کسی مجلس میں مولانا موصوف کو توجہ بھی دلائی کہ آپ نے یہ کس قسم کی تقریر کی ہے ۔ !

جامع مسجد پیری میٹ میں نمازِ عشاء پڑھ کر اور کچھ دیر گھر پر آرام کر کے احاطہ مسجد والاجاہی پہنچے جہاں آج سیرتِ نبوی کے جلسہ میں ڈاکٹر صاحب کی تیسری تقریر تھی ۔ آج کی تقریر کا موضوع تھا ۔" حیاتِ طیبہ کا مکی دور" ـــــ جلسہ میں حاضرین کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی ۔ اس لئے کہ جو لوگ تقریر سن کر جاتے تھے وہ اپنے احباب کو بھی ساتھ لے کر آتے تھے کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی تقریر عام ڈگر سے ہٹ کر اُن کے لئے نہایت متاثر کن تھی ۔ جلسہ میں تعلیم یافتہ حضرات کثیر تعداد میں موجود ہوتے تھے ۔ آج چونکہ مطلع صاف تھا اس لئے جلسہ پنڈال میں ہوا ۔ اور آخر تک تمام جلسے پنڈال ہی میں ہوتے رہے ۔ رات حسبِ معمول تقریباً بارہ بجے گھر واپسی ہوئی ۔

۱۶ ، جنوری (جمعہ)

آج بھی ملاقات کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا رہا ۔ مولانا سید صبغۃ اللہ شاہ بختیاری صاحب ، چمڑے کے بیوپاری اور مسجد پیری میٹ کے سیکرٹری نذیر احمد صاحب اور مولوی عبدالجمیل صاحب کے بھتیجے مولوی عبدالباقی صاحب (جو طباعت کا کام کرتے ہیں ، ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔ نذیر احمد صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ وہ مسجد پیری میٹ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں جسے ڈاکٹر صاحب نے قبول فرمالیا ۔

عربک اسٹڈی سرکل کے کرامت اللہ بھنی صاحب اور رشید صاحب آج پھر ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔

عبدالصمد صاحب اور ڈاکٹر نذیر محمد صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ نذیر احمد صاحب اور عبدالباقی صاحب بھی تھے جو صبح بھی تشریف لاچکے تھے۔ آنے کا مقصد یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب کا آمبور، وائم باڑی اور ویلور کا پروگرام طے کیا جائے یہ تینوں مقامات مدراس سے کوئی ایک سو میل دور مشرق میں ہیں۔ یہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے یا وہ خاصی بڑی تعداد میں ہیں۔ مدراس میں جو چمڑے کے تاجر حضرات ہیں اُن کی کثیر تعداد ان مقامات کی رہنے والی ہے اور یہیں پر اُن کی بڑی بڑی

ہیں۔ عبدالصمد صاحب نے ہمارے ویزا کے تین مقامات میں سے ایک مقام آمبور بھی لکھوایا ہوا تھا۔ طے یہ پایا کہ ہم لوگ کل صبح بذریعہ کار ان مقامات کے لئے روانہ ہوجائیں گے اور پرسوں شام تک واپس آجائیں گے۔

جامع مسجد پیری میٹ میں ڈاکٹر صاحب نے خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں سورۃ جمعہ کی روشنی میں خطبۂ جمعہ کی اہمیت بیان کی۔ لوگوں نے برملا کہا کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر دینی اداروں کے علماء کرام اپنے اداروں کی مالی اعانت کے سلسلہ میں اکثر یہاں کے چکر لگاتے رہتے ہیں اور اس مسجد میں خطبۂ جمعہ بھی دیتے ہیں۔ اکثر حضرات کی وہی گھسی پٹی تقریریں ہوتی ہیں۔ جن میں سیاسی مسائل ہوتے ہیں، فقہی مسائل ہوتے ہیں۔ فرقہ وارانہ مسائل ہوتے ہیں اور نہیں ہوتی تو دعوتِ قرآن ـــ وہ ذکر جس کے لئے دین میں خطبہ جمعہ کا التزام کیا گیا ہے۔ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ خطبۂ جمعہ کی اصل اہمیت تو اب ہمارے سامنے آئی ہے۔

جامع مسجد پیری میٹ کے سیکرٹری نذیر احمد صاحب نے ہمارے لئے ایک پرتکلف ظہرانہ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ جس میں بہت سے دیگر شرکاء کے علاوہ مولانا سید صبغۃ اللہ شاہ بختیاری صاحب اور مولوی عبدالجمیل صاحب بھی موجود تھے۔ کھانے کے دوران بھی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب سے مفید گفتگو کی۔

تقی الدین اسٹریٹ پر ڈاکٹر نذیر محمد صاحب کا کلینک ہے اور اس اسٹریٹ پر ذرا آگے چل کر جماعت اسلامی حلقۂ تامل ناڈو کا دفتر بھی۔ ایک روز میں دفتر جماعت کا چکر لگایا تھا۔ جہاں ناظم دفتر محمد عتیق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ امیر حلقہ

ابھی تک دورہ پر تھے - محمد عتیق صاحب بہت اچھی طرح پیش آئے اور لذیذ چائے اور بسکٹوں سے خاطر تواضع کی - آج بعد نماز مغرب ڈاکٹر صاحب اور میں دفتر جماعت اسلامی گئے - محمد عتیق صاحب موجود تھے - امیر حلقہ ابھی تک صوبہ کے دورہ سے واپس نہیں آئے تھے - ہم نے ڈاکٹر صاحب کی اُردو اور انگریزی کتب کا ایک سیٹ دارالمطالعہ کے لئے پیش کیا - عتیق صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا بہت اکرام کیا اور بڑی خاطر تواضع کی انڈیا اور خصوصاً صوبہ ٹامل ناڈو میں جماعت کے کام کے سلسلہ میں عتیق صاحب نے ہمیں تفصیلات سے آگاہ کیا - حیدر آباد دکن میں ہونے والے سالانہ اجتماع کی تیاریاں زوروں پر تھیں - اس وجہ سے امیر حلقہ کا دورہ کچھ زیادہ طویل ہو گیا تھا - عتیق صاحب کے اخلاق سے ہم بہت متاثر ہوئے انہوں نے ہمیں محسوس تک نہ ہونے دیا کہ ہم کسی ''غیر جگہ'' ہیں -

احاطۂ مسجد والاجاہی میں سوا دس بجے ڈاکٹر صاحب کی تقریر شروع ہوئی - آج چوتھی تقریر تھی —— اس کا موضوع تھا ! '' اندرونِ ملکِ عرب مقاصد رسالت کی تکمیل''

ان تقریروں میں ڈاکٹر صاحب کو دو مشکلات کا سامنا تھا - ایک تو یہ کہ یہاں پہ قاعدہ ہے کہ تقریر کے بعد ہر شخص مقرر سے مصافحہ بلکہ ہاتھ چومنے کی کوشش کرتا ہے - ظاہر ہے کہ ہمارے ڈاکٹر صاحب بڑے لمبے چوڑے القابات والے '' مولانا صاحب'' تو ہیں نہیں جو اپنے ہاتھوں پر بوسوں کی بارش سے پھولے نہیں سماتے - ڈاکٹر صاحب تو ان چیزوں سے دُور بھاگتے ہیں - دوسری مشکل یہ تھی کہ تقریر کے بعد بآوازِ بلند سلام کا پڑھنا یہاں پہ لازمی [illegible] تھا جس سے مفر کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اور جو اس سے بھاگتا اُس پہ وہابی کا ٹھپّہ لگ جاتا تھا - جامع مسجد پیری میٹ اس لحاظ سے بہتر تھی کہ وہ ان بدعات اور خرافات سے پاک تھی ڈاکٹر صاحب نے ان مشکلات کا ذکر ڈاکٹر نذیر محمد صاحب سے کیا ڈاکٹر نذیر محمد صاحب ہمارے ڈاکٹر صاحب کی مشکل کو سمجھ گئے اُن کا خود اپنا معاملہ '' بَین بَین'' تھا - ان دو مشکلات کا حل یہ نکالا گیا کہ ڈاکٹر صاحب

کی تقریر کے بعد ڈاکٹر نذیر محمد صاحب یا کوئی اور صاحب مختصر سی تقریر کر دیا کریں اور ڈاکٹر صاحب اپنی تقریر کے بعد اس دوسری تقریر کو صبر و سکون کے ساتھ سننے کی تلقین کر کے "موقعہ سے فائدہ اٹھا لیا کریں"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس دوران ڈاکٹر صاحب آہستہ سے "کھسک" جاتے تھے۔ لیکن اسٹیج سے کار تک تیز تیز قدم سے پہنچتے پہنچتے بھی کچھ نہ کچھ لوگ اٹھ کر مصافحہ کرنے کی کوشش کر ہی ڈالتے تھے۔ شروع شروع میں تو کافی کانا پھوسی ہوتی رہی کہ یہ مولوی تو وہابی معلوم ہوتا ہے سلام نہ صرف یہ کہ پڑھتا نہیں بلکہ سلام کے وقت موجود بھی نہیں رہتا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی پُر اثر تقریر نے رفتہ رفتہ اس کانا پھوسی کے غبارہ سے ہوا نکال دی اور لوگ ان سب باتوں کے عادی سے ہو گئے —— واضح رہے کہ جلسہ کی حاضری میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ روز بروز حاضری بڑھتی ہی رہی اور ان جلسوں میں وہ لوگ بھی رفتہ رفتہ آنا شروع ہو گئے جو اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے ان جلسوں میں آنے کا نام تک نہ لیتے تھے بلکہ لوگوں کو جانے سے روکتے تھے اور جو نہیں رکتا تھا اُس پر "بدعتی" کا ٹھپّہ لگا دیتے تھے —— افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے اکثر علماء فرقہ وارانہ سطح سے نیچے آنے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔ اپنی ڈفلی اپنا راگ ہے۔ اُن کا کام بس یہ رہ گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی مسجدوں میں اپنے فرقہ کی خوبیاں بیان کرو اور دوسرے فرقہ کے خلاف دھواں دھار تقریروں کی توپوں سے گولے داغو۔ اور لوگ خوش ہو جاتے ہیں کہ "واہ کیا کمال دکھایا ہے میرے مولوی نے" یہ توپیں تقریباً ہر فرقہ کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف داغی جاتی ہیں اور داغی جا رہی ہیں مولوی بیچارہ اس کے لئے مجبور بھی ہے اس لئے کہ اُس کی تعلیم بھی اسی نہج کی ہوتی ہے اور اُس کا حاوہ مانڈا بھی اُسی سے چلتا ہے (الّا ماشاءاللہ) اس مقام پر ڈاکٹر صاحب کی تقریروں نے ہوا کا رُخ کچھ بدلا ہے۔ اتحاد بین المسلمین کا کچھ مظاہرہ ہوا ہے گلشن میں کچھ تو پھول کھلے ہیں۔ کاش کہ ان پھولوں کو پھر بادِ صرصر اُڑا کر نہ لے جائے —— کاش کہ فرقہ واریت کے بجائے "اسلامیت" کا تشخص ابھرے۔ ہندوستان میں مسلمان جس صورتِ حال سے دوچار ہیں اُس میں تو یہ اور بھی ضروری ہے کہ وہاں اُن کے درمیان فقہی کلامی

اور اس نوع کے اختلافات ختم نہ بھی ہوں تو کم از کم ان میں اعتدال تو پیدا ہو تاکہ ایک اُمّتِ مسلمہ کا تصوّر اُبھرنے میں ممد ہو سکے۔ شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے۔

سے فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا دنیا میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اور

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو افغان بھی ہو!
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

اسپین کی سرزمین سے جہاں ہم نے سینکڑوں سال نہایت شان و شوکت سے حکومت کی تھی ہم مٹا دیئے گئے ہم نسیًا منسیا ہو گئے۔ جیسے کہ ہم وہاں کبھی تھے ہی نہیں۔ بھارت میں بھی کبھی خاموشی سے اور کبھی منظرِ عام پر ہماری نسل کشی کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس صورت میں تو اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے۔ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کی ضرورت ہے — اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ اسپین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

نہ سمجھو گے تو مِٹ جاؤ گے اے ہندی[1] مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

ہے کوئی رجلِ رشید — جو ہماری اس بات پر کان دھرے!

(جاری ہے)

ضروری تصحیح:۔ جنوبی ہند کے دورہ کے رپورتاژ کی پہلی قسط میں صفحہ ۵۲ پر عبارت کی کتابت میں کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ اس کو اس طرح پڑھا جائے۔

"ہمارے ہاں کے ایک مشہور ادیب نے اپنے تصوّراتی ملک "اقبالستان" کی ہوائی کمپنی کا نام رکھا تھا "بالِ جبریل"۔ "اقبالستان" کے لئے کچھ اور نام بھی انہوں نے تجویز کئے تھے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے آپ بھی سن ہی لیجئے۔ ریڈیو اسٹیشن کا نام "بانگِ درا" میوزیم کا نام "ارمغانِ حجاز" جماعتی و ثقافتی زندگی میں رہنمائی کرنے والے محکمہ کا نام "اسرار و رموز"۔ مملکت کے صدر مقام کا نام "خودی آباد" اور حکومت کے سربراہ کا لقب "صاحبِ جنوں" — کہئے طبیعت خوش ہو گئی!" (ق-ع-ع)

[1] تصرف کی معذرت کے ساتھ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ (الحدیث)
تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد

کے دروس قرآن اور خطابات پر مشتمل

نشر القرآن کیسٹ سیریز

نمبر شمار	موضوع	کوڈ نمبر	قیمت روپے
۱	سیرت النبیؐ ۱۰ تقاریر کا سیٹ (۹۰-سی کے گیارہ کیسٹ)	۱ - ۱۱	-/۳۳۰
۲	نظریۂ ارتقاء اور قرآن حکیم (۹۰ سی)	۱۲	-/۳۰
۳	حقیقت انسان اور حقیقت روح انسانی (۶۰-سی دو کیسٹ)	۱۳-۱۴	-/۵۰
۴	نیکی کا حقیقی تصور (۹۰ سی)	۱۵	-/۳۰
۵	عظمت قرآن حکیم (۹۰ سی)	۱۶	-/۳۰
۶	تاریخ امت مسلمہ (بموقع یوم اقبال) (۶۰-سی)	۱۷	-/۲۵
۷	قرآن کا تصور حیات انسانی (۶۰-سی)	۱۸	-/۲۵
۸	تنظیم کی اہمیت اسوۂ محمدی کی روشنی میں (۶۰-سی)	۱۹	-/۲۵
۹	پردہ کے احکام (سورۃ احزاب کی روشنی میں (۹۰-سی)	۲۰	-/۳۰
۱۰	اسلام کا معاشی نظام (۶۰-سی دو کیسٹ)	۲۱-۲۲	-/۵۰
۱۱	سیرت مطہرہ کا پیغام (۱۲ ربیع الاول) (۶۰-سی، ۹۰-سی)	۲۳-۲۴	-/۵۵
۱۲	تفسیر آیۂ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۶۰-سی)	۲۵	-/۲۵
۱۳	سورۃ الفاتحہ (۶۰-سی دو کیسٹ)	۲۶-۲۷	-/۵۰

نمبر شمار	موضوع	کوڈ نمبر	قیمت روپے
۱۴	درس سورۃ بقرہ (پہلے دو رکوع) (۶۰-سی چار کیسٹ)	۲۸-۳۱	۱۰۰/-
۱۵	خلافت راشدہ کی شرعی اور تاریخی حیثیت ۶۰/۹۰ سی دو کیسٹ	۳۲-۳۳	۵۵/-
۱۶	درس سورۃ الحج (آخری رکوع) ۹۰ سی دو کیسٹ	۳۴-۳۵	۶۰/-
۱۷	درس سورۃ بقرہ (دوسرا، تیسرا رکوع) ۶۰-سی چار کیسٹ	۳۶-۳۹	۱۰۰/-
۱۸	شہادت حسینؓ کا اصل پس منظر (۶۰-سی دو کیسٹ)	۴۰-۴۱	۵۰/-
۱۹	سورۃ الشوریٰ مکمل مصری قرآت (۹۰-سی سات کیسٹ)	۴۲-۴۸	۲۱۰/-
۲۰	سورۃ الحجرات (مکمل) (۹۰-سی تین کیسٹ)	۴۹-۵۱	۹۰/-
۲۱	درس قرآن سورۃ صف والجمعہ (۹۰-سی دو کیسٹ)	۵۲-۵۳	۶۰/-
۲۲	سیرت نبویؐ کا عملی پہلو (۹۰-سی دو کیسٹ)	۵۴-۵۵	۶۰/-
۲۳	سورۃ مریم (مکمل) (۹۰-سی پانچ کیسٹ)	۵۶-۶۰	۱۵۰/-
۲۴	سورۃ المنافقون (۹۰-سی دو کیسٹ)	۶۱-۶۲	۶۰/-
۲۵	خطاب بموقع تقریب نکاح مسنونہ (۶۰-سی)	۶۳	۲۵/-
۲۶	قرآن کا فلسفۂ شہادت (۹۰-سی)	۶۴	۳۰/-
۲۷	خطاب جمعہ (تاریخ اُمت مسلمہ (۶۰-سی)	۶۵	۲۵/-

نوٹ : قرآن حکیم کا منتخب نصاب زیر ریکارڈنگ ہے ● تمام کیسٹ جاپان سے درآمد شدہ استعمال کئے گئے ہیں ● کاروباری حضرات مزید تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں ● خرچہ ڈاک (رجسٹرڈ پارسل) بذمہ خریدار ہوگا ● بذریعہ ڈاک طلب فرمانے والے حضرات آرڈر کے ساتھ کوڈ نمبر کا حوالہ ضرور دیں نیز رقم پیشگی ارسال فرمائیں ● بذریعہ وی-پی طلب فرمانے والے حضرات نصف رقم پیشگی ارسال فرمائیں

نشر القرآن، کیسٹ سیریز لاہور ۱۲

تنظیم اسلامی ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون ۸۵۲۶۱۱
۸۵۲۶۸۳

ڈاکٹر اسرار احمد

تعارف الکتاب

بارھواں پارہ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

قرآن حکیم کا بارھواں پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس کے نصف سے زاید پر سُورۃ ہود پھیلی ہوئی ہے۔ اور بقیہ حصّے میں سُورۃ یوسف کا تقریباً نصف حِصّہ آگیا ہے سُورۃ ہود کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کے وہ مضامین سورۃ اعراف کے مضامین سے بہت مشابہہ ہیں۔ یعنی اس کے اکثر حصّے میں بھی اولوالعزم من الرسل یعنی ان چھا ولوالعزم رسُولوں کا ذکر ہے۔ جن کی قوموں نے ان کی دعوت سے انکار کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ یعنی قوم عاد جن کی طرف حضرت نوح بھیجے گئے تھے۔ قوم ثمود جن کی طرف حضرت صالح مبعوث ہوئے۔ قوم لوط، اصحاب مدین جن کی طرف حضرت شعیب بھیجے گئے۔ اور آل فرعون جن کی طرف حضرت موسیٰ بھیجے گئے۔ ان قوموں کے حالات کا ذکر قرآن مجید میں جو بار بار آتا ہے، تو درحقیقت اہل عرب کو بالعموم اور قریشِ مکہ کو بالخصوص تنبیہہ کے لئے کہ اگر تم نے بھی وہی روش اختیار کی ہمارے رسول کے ساتھ تو تمہارا حشر اور انجام بھی وہی ہوگا۔ جو سابقہ امتوں اور قوموں کا ہو چکا ہے۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے حالات قرآن مجید میں سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اسی سورۃ مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔ اور ان کے احوال کے ضمن میں وہ دردناک نقشہ بھی پیش کر دیا گیا ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہو گیا اور سیلاب اور طوفان آگیا اور حضرت نوحؑ اور اہل ایمان کشتی میں سوار ہو گئے تو حضرت نوحؑ نے اپنے ایک بیٹے کو دیکھا کہ وہ بھی اسی سیلاب میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ تو حضرتِ نوح نے پکارا۔

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

حضرت نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ اے میرے بیٹے آؤ اور اس کشتی

میں سوار ہو جاؤ ۔ اور کافروں کا ساتھ نہ دو۔ اس بدبخت نے جواب دیا ۔

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ط

اِس کی نگاہ اسباب و وسائل پر تھی ۔ اس نے جواب دیا کہ میں عنقریب پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے اس پانی سے اس سیلاب سے بچالے گا ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انتہائی دردناک پیرائے میں فرمایا ۔ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ط آج کے دن اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں ہے ۔ سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم کھائے اسی اثناء میں ایک بڑی موج باپ اور بیٹے کے مابین حائل ہو گئی اور بیٹا غرق ہو گیا ۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں رشتہ داریوں کا معاملہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ اگر ایک جلیل القدر پیغمبر کا بیٹا بھی کفار کے ساتھ تھا ۔ تو انہی کے انجام کے ساتھ دوچار ہوا ۔ اور پیغمبر کی نگاہوں کے سامنے وہ بھی غرق ہونے والوں کے ساتھ غرق ہو گیا ۔ یہی بات ہے جو نبی اکرم ؐ نے ایک بار اپنے انتہائی قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر کے فرمائی ۔ اے فاطمہ رضؓ ! محمدؐ کی بیٹی خود اپنے آپکو آگ سے بچانے کی فکر کرو ۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے بارے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا ۔

سورہ ہود کے بعد قرآن مجید میں سورۃ یوسف آتی ہے یہ سورۃ مبارکہ پورے قرآن مجید میں اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس پوری سورۃ میں ایک نبی کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال ۔ حضرت یوسف ؑ حضرت ابراہیم ؑ کے پڑپوتے تھے ۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل ؑ کو حجاز میں آباد کیا بیت اللہ میں آباد کیا ۔ ان کے بیٹے حضرت یعقوب ہیں ۔ جن کا لقب اسرائیل ہے اور انہی سے بنی اسرائیل ایک عظیم قوم اور ایک بڑی امت دنیا میں چلی ۔ حضرت یعقوب ؑ کے بارہ بیٹے تھے ۔ دس بڑی بیوی سے اور دو چھوٹی بیوی سے ۔ یہ دو حضرت یوسف اور ان کے حقیقی

بھائی بنیا مین تھے۔ حضرت یعقوب کو ان دونوں سے بہت پیار تھا۔ بڑے بیٹوں میں اس سے حسد اور رقابت کا مادہ پیدا ہوا انہوں نے حضرت یوسفؑ کا کانٹا اپنے راستے سے نکالنے کے لئے باہمی مشاورت سے حضرت یوسف کو ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت اللہ تعالےٰ نے ان کی اسی عداوت و دشمنی کو حضرت یوسفؑ کے دُنیاوی عروج کا زینہ بنا دیا۔ چنانچہ قافلے نے جو اس راستے سے گذر رہا تھا۔ جب ان کے پانی بھرنے والے نے اپنا ڈول اس کنویں میں پھینکا۔ تو حضرت یُوسفؑ اس کی رسّی پکڑ کر باہر آگئے۔ قافلے والوں نے انہیں غلام بنا لیا اور بڑی جلدی سے کہ مبادی کوئی طلب دار یا دعوی دار آجائے فوراً گھر پہنچ کر انہیں اونے پونے داموں فروخت کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت دیکھئے کہ حضرت یُوسفؑ کا خریدار مصر میں اس وقت کا ایک بہت بڑا عہدیدار عزیز مصر تھا۔ اس نے حضرت یوسف کو خریدا اور اپنی بیوی کو خصوصی ہدایت دی کہ اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرد۔

ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو اور کیا عجب کہ اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فیصلے پر عمل درآمد کے لئے مختار مطلق ہے۔

اکثر لوگوں کو اس کا فہم نہیں ہے۔ لوگ جس کا بُرا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا بُرا چاہنے ہی سے اس کے حق میں کسی خیر کا فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ خود نبی اکرمؐ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو خصوصی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حقیقت کو ذہن نشین کر لے کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر بس اتنا کہ جتنا اللہ نے لکھ دیا ہو۔ اور تمام انسان مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں۔ تو نہیں پہنچا سکیں گے۔ مگر صرف اتنا کہ جتنا اللہ تعالےٰ نے لکھ دیا ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ عزیز مصر نے اپنی بیوی کو تلقین کچھ اور کی تھی۔ لیکن اسکی

نیت کسی اور طرف بھٹک گئی۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو گناہ کی دعوت دی حضرت یوسفؑ پر اللہ کا فضل ہوا کہ انہوں نے اس کی گناہ کی دعوت ٹھکرا دی۔ لیکن وہ بدبخت اس سے تلملا کر رہ گئی اور اس نے حضرت یوسف سے عداوت اور دشمنی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں حضرت یوسف کو بالآخر جیل میں ڈال دیا گیا۔ لیکن انبیاء اور رسل اور اللہ کی طرف بلانے والوں کی یہ عجیب سُنت کہ وہ ہر حال میں اپنے مشن کی طرف راستہ نکال لیتے ہیں چنانچہ حضرت یوسفؑ نے جیل میں بھی دعوت توحید کا آغاز کر دیا۔ اپنے جیل کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ط

میرے جیل کے ساتھیو کیا یہ بہت سے معبود بہتر ہیں یا صرف اللہ جو سب پر چھایا ہوا ہے۔ سب پر حاوی ہے۔

اس کے بعد توحید کا وہ نعرہ مستانہ ان کی زبان پر آتا ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط - اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ط

حکم کا اختیار سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں۔ حاکمیت صرف اسی کے لئے ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری !

تو ارشاد فرماتے ہیں اپنے جیل کے ساتھیوں سے کہ حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔ اور اس نے صرف یہ حکم دیا ہے۔ کہ اسکی سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ اسکے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ یہی ہے دین قیم یہی ہے سیدھا دین۔ یہی ہے دین حق جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا ہے۔ اللہ ہمیں بھی اس دین حق پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیرھواں پارہ

وَمَآ اُبَرِّئُ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قرآن مجید کا تیرھواں پارہ "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس میں اوّلاً سورہ یوسف کا نصف شامل ہے اور اس کے بعد دو نسبتاً چھوٹی سورتیں یعنی سورۃ رعد اور ابراہیم پوری شامل ہیں اور آخر میں ایک آیت سورۃ حجر کی شامل ہے۔

سورۃ یوسف کا جو حصّہ اس پارے میں آیا ہے۔ اس کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے اس ظہور سے کہ جس کے نتیجے میں حضرت یوسفؑ مصر کی جیل سے نکل کر حکومت مصر کے ایک انتہائی با اثر عہدے پر فائز ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے انہیں مصر میں تمکن اور غلبہ عطا فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی بادشاہ کا وہ خواب جس کی تعبیر حضرت یوسف نے یہ بتائی تھی کہ سات سال تو بڑی خوشحالی کے آئیں گے۔ اور اس کے بعد سات سال ایک شدید قحط پڑنے والا ہے۔ تو جب اس قحط کا زمانہ آیا۔ اور یہ قحط صرف مصر میں نہیں تھا۔ بلکہ اس کے اطراف وجوانب میں بھی تھا۔ چنانچہ اس کے اثرات سرزمین فلسطین تک بھی پہنچے۔ جہاں حضرت یعقوبؑ کے دس بیٹے یعنی حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائی مصر میں آئے تاکہ غلہ حاصل کریں۔ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان لیا۔ لیکن ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ عزیز مصر کی صورت میں ہمارا وہی بھائی تخت پر بیٹھا ہے۔ جسے ہم نے اپنے ہاتھوں ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد جب وہ دوبارہ غلہ لینے کے لئے تو ان کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ حضرت یوسفؑ نے اصرار کر کے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی

بلالیا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس غلہ کی قیمت ادا کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اور انہوں نے انتہائی عاجزی کے ساتھ خیرات کی استدعا کی۔ اس پر حضرت یوسفؑ سے مزید ضبط نہ ہوسکا۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو اپنے بھائیوں پر ظاہر کر دیا۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ کوئی بھی دنیا دار انسان یا جس کے ظرف میں کسی قسم کی بھی کمی ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کو یاد دلاتا۔ کہ تم نے مجھ پر کیا مظالم ڈھائے تھے۔ لیکن اللہ کے نبی اور رسول کا معاملہ بالکل جدا ہے۔ جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کچھ معذرت پیش کرنے کی کوشش کی تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ

آج کے دن تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔

لَا تَثْرِیْبَ ۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالےٰ تمہیں معاف فرمائے یاد رہنا چاہیئے کہ یہی وہ الفاظ تھے جو تقریباً دو ڈھائی ہزار سال بعد مکے کی سرزمین میں حضورؐ کی زبان مبارک سے اس وقت نکلے جب آپ فاتح کی حیثیت سے مکے میں داخل ہوئے تھے۔ وہ لوگ آپ کے سامنے مفتوحین کی طرح کھڑے تھے۔ جنہوں نے آپکو مکے سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔ اور اس کے بعد بھی تقریباً آٹھ برس تک مدینے میں چین سے بیٹھنے نہ دیا تھا۔ آنحضورؐ نے اس وقت فرمایا۔ کہ میں بھی آج تم سے وہی بات کہوں گا۔ جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہی تھی۔ لَا تثریب علیکم الیوم۔

آج میں تمہیں ملامت کا کوئی لفظ بھی نہیں کہنا چاہتا۔ جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔ حضرت یوسفؑ نے اس کے بعد اپنے بھائیوں کو کہہ کر اپنے والدین کو بھی مصر بلالیا۔ ان کے والدین اور سارے گیارہ بھائی تعظیماً ان

کے سامنے سجدے میں گر گئے تو گویا کہ حضرت یوسف کا وہ خواب جو کہ اُنہوں نے بچپن میں دیکھا تھا۔ وہ واقعہ بن کر سامنے آگیا۔ اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے اسی حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ کہ ظاہری حالات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ انتہائی مایوس کن حالات میں بھی کامیابی کی صورتیں فرما سکتی ہے۔ آخر میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دلجوئی میں فرمایا گیا۔ کہ اے نبی آپ ان کفار کے انکار سے رنجیدہ نہ ہوں۔ وَمَا اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝

آپ کو ان کے ایمان کی خواہ کتنی ہی خواہش و تمنا ہو۔ ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ وہ اپنے کفر اور اپنے ارادہ انکار پر اڑ گئے ہیں۔ ایک اور بڑی عظیم حقیقت جو بیان فرمائی گئی اس سُورۃ مبارکہ کے تقریباً اختتام پر وہ یہ ہے کہ دنیا میں انسانوں کا معاملہ عجیب ہے۔ کہ وہ اللہ کو مانتے تو ضرور ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت اس کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا شرک بھی ضرور کرتی ہے۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ ۝

لوگوں کی اکثریت اللہ کو مانتی تو ہے لیکن اسکے ساتھ کسی نہ کسی نوع کا شرک ضرور کرتی ہے۔ ساتھ ہی حضورؐ کو حکم دیا گیا۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ قف عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

لوگو یہ میرا راستہ توحید کا راستہ ہے۔ خدا کی بندگی اور خدائے واحد کی پرستش کا راستہ ہے۔ میں اسی کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔ اور علی وجہ البصیرت بلا رہا ہوں اور میں بھی بلا رہا ہوں۔ اور وہ بھی جو میری پیروی کر رہے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابو بکر صدّیقؓ اور دوسرے صحابہؓ۔

سُورۃ یوسف کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ قرآن حکیم میں دو نسبتاً چھوٹی سُورتیں یعنی سورۃ رعد اور سورۃ ابراہیم ہیں۔ سورۃ رعد میں سورۃ یونس اور

سورۃ انعام کی طرح آفاق و انفس کے دلائل سے اور اللہ تعالےٰ کی ظاہری اور معنوی نعمتوں کے حوالے سے توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ آخرت کا اثبات کیا گیا ہے۔ نبوتِ محمدیؐ کا اثبات کیا گیا ہے۔ ایک عجیب پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا۔ کہ یہ لوگ آخرت پر تعجب کرتے ہیں کہ کیسے جب ہم سب مر جائیں گے اور مٹی ہو کر مٹی میں مل جائیں گے تو ہمیں اٹھا لیا جائے گا۔ فرمایا۔

اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط

کہ اے مخالف اگر تمہیں تعجب کرنا ہی ہے۔ تو قابلِ تعجب ان کی بات ہے کہ وہ اللہ کی قدرت سے بعید سمجھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے اگر تو انسان اللہ کا ہی انکار کر دے تو وہ بات دوسری ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ کو مان لے اور یہ تسلیم کر لے کہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ تو پھر آخرت پر اس کا تعجب کرنا یقیناً قابلِ تعجب ہے۔ سورۃ ابراہیم کچھ دیگر انبیاء اور رسل کا ذکر ہے لیکن قدرے تفصیل سے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ وہ امام الموحدین ہیں۔ توحید اور ایمان باللہ کے سلسلے میں اس سورۃ مبارکہ میں ایک جگہ بڑے عجیب الفاظ وارد ہوئے۔ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "

" لوگو! کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک لاحق ہو سکتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے "۔ آخرت کے احوال کے ضمن میں فرمایا گیا وہ شیطان لعین جس کی پیروی کر رہے ہو۔ جس کے اغوا و اضلال کی وجہ سے تم گمراہیوں میں بھٹک رہے ہو۔ قیامت کے دن وہ تم سے اظہارِ برأت کرے گا۔ اور یہ کہے گا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِىْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ٥

مجھے ملامت نہ کرو۔ ملامت کرو اپنے آپ کو اپنے نفس کو کیونکہ میں نے تو تمہیں صرف گناہ کی دعوت دی تھی اس دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا تو تمہارے اختیار میں تھا۔ مجھے تم پر کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ تم نے اگر گناہ کی دعوت پہ لبیک کہا۔ تو اصل مجرم تم خود ہو۔ اب تمہیں بھی اپنے کئے کی

اِسلام اور

حقوق اطفال

از قلم :- غازی عزیر (علی گڑھ) حال مقیم سعودی عرب

پانچویں قسط

بچوں کو عقیدہ کی بنیادی تعلیم دینا

بچوں کو عقیدۂ توحید کی بنیادی تعلیم دینا بہت ضروری ہے - کیونکہ اسلامی عقائد میں سب سے افضلیت اِسی عقیدہ کو حاصل ہے - جناب ڈاکٹر مسعُود الدّین عثمانی صاحب نے اپنے تبلیغی پمفلٹ "نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے" کے زیر عنوان عقیدہ توحید کی بہت جامع تعلیم پیش کی جو ذیل میں ہدیۂ ناظرین ہے :-

" یاد رکھو! کہ عقیدہ کے اندر معمولی سے معمولی خرابی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے - اس کے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں انشاءاللہ معاف ہو جائیں گی - اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ " میں شرک کو ہرگز معاف نہ کروں گا ، اس کے علاوہ ہر خرابی کو جس شخص کے لئے چاہوں گا معاف کر دوں گا"[۱] حدیثِ قدسی میں ہے کہ : " اگر کسی شخص نے ساری زمین گناہوں سے بھر دی ہو مگر شرک پر اُس کی موت نہ آئی ہو تو اللہ تعالےٰ ان گناہوں کے برابر معافی کے ساتھ اس شخص سے ملاقات کرے گا " (مسلم)

دنیا کی تاریخ میں جس قدر قومیں برباد ہوئی ہیں اُن کی اصلی خرابی شرک تھی اور آج ہماری مسلم قوم بھی اسی چیز کی وجہ سے بربادی کے کنارے تک پہنچ گئی ہے - قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ - (سُورۃ رُوم - آیت ۴۲) " ترجمہ : اُن سے کہو کہ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ آخر کار نہس نہس کر ڈالی گئیں (اُن کا جُرم یہی تو تھا کہ) اُن کی اکثریت مشرک بن گئی تھی " (سُورۃ روم - آیت ۴۲)

خدا گواہ کہ ذلّت و بربادی سے ہمکنار اس ملّت کے لئے صرف ایک ہی راہ نجات

---

[۱] اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط (النساء - ۱۱۶)

ہے اور وہ یہ کہ اس کے سچے فرزند اُٹھیں اور پکاریں کہ دنیا چند روزہ ہے، آخرت کی کامیابی کے حصول کی فکر کرو، شرک سے بچو، توحید پر قائم رہ کر سُنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپناؤ، صرف اسی طرح تمہاری بربادی آبادکاری میں اور ذلّت و رسوائی عزّت و سرفرازی میں بدل سکتی ہے۔ یہ کام اب بھی نہ کیا گیا تو پھر قصّہ پاک ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الْاَمْنُ وَہُمْ مُّہْتَدُوْنَ ○ (الانعام - آیت ۸۲)" ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی اُنہیں کے لئے امن و سلامتی ہے اور وہی راہِ راست کو پا گئے۔ (اس آیت میں "ظلم" کے معنی "شرک" زبان نبوتؐ نے خود بیان فرمائے ہیں) (بخاری و مسلم)

آؤ! کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کو پوری طرح سمجھ کر شرک و بدعت سے بیزاری اور توحید و سُنّت کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعلان کریں، پھر اللہ کا نام لے کر اس راہ میں قدم جمادیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر اور تمہارا بھی۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں جو خالق و مالک کہلائے جانے کا مستحق ہو، جسے عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختارِ کل سمجھا جائے، نفع و نقصان جس کی مٹھی میں ہو، دستگیری، حاجت روائی، مشکل کشائی، اور فریاد رسی جس کی صفت ہو، اٹھتے بیٹھتے جس کو پکارا جائے، جس سے غائبانہ خوف کھایا جائے، اُمیدیں وابسطہ کی جائیں جس پر توکل کیا جائے، واسطہ و وسیلہ کے بغیر جس سے دعائیں مانگی جائیں، جس کے حضور رکوع و سجود ہو، جس کے نام کی نذر و نیاز کی جائے، قانون سازی جس کا حق ہو، سب جس کے بندے اور محتاج ہوں، کسی کو اُس پر زور یا زبردستی کا یارانہ ہو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اقرار کے معنی یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم بشر، اور اللہ تعالےٰ کے آخری رسولؐ ہیں۔ ان کے قول و عمل کے سامنے کسی کا قول و عمل ہرگز قابلِ قبول نہ ہوگا، اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول و عمل کی وہی تعبیر معتبر ٹھہرے گی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ قیامت تک سُنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم زندگی کے ہر شعبہ میں سفرِ آخر ہے اور ہر قسم کی بدعت قابلِ رد۔ اس عقیدہ

کا مالک گناہگار سے گنا ہگار بندہ آخر کار جنّت کی بادشاہی میں پہنچ کر رہے گا (انشاءاللہ) اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا جنّت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا چاہے وہ دن میں ہزار نمازیں پڑھنے والا ہر روز تہجد ادا کرنے والا، ہمیشہ روزہ رکھنے والا صائم الدہر ہو۔"

بچّوں کو سنّتِ رسولؐ اور آثارِ صحابہؓ کی تعلیم دینا

بچوں کو توحید کی اس بنیادی تعلیم کے ساتھ اساس اسلام یعنی سنّت نبویؐ و آثار صحابہؓ کی تعلیم بھی دینی چاہیئے تاکہ وہ صحیح دین کو سمجھیں اور ان میں اسلامی فکر بیدار ہو۔ بلاشبہ اسلام کی اساس صرف انہی دو۲ چیزوں پر قائم ہے (۱) قرآن کریم (۲) احادیث نبویؐ۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں تمہارے درمیان دو۲ چیزیں چھوڑتا ہوں (ایک کتاب اللہ دوسری اپنی سُنّت) جب تک ان پر قائم رہو گے حق پر رہو گے" ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتاب اللّٰہ وسنة رسولہ" (رواہ مالک فی الموطا) اسلام کے ان دو۲ کامل ترین ماخذ کے علاوہ اگر کسی تیسری چیز کو اسلامی ماخذ تسلیم کیا جائے اور وہ ماخذ کتاب اللہ و سُنّت رسول کی تعلیمات کے علاوہ کوئی تیسری چیز پیش کرتا ہو تو یقیناً گمراہی و ضلالت ہوگا۔ بچوں کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی اتباع[1] کے ساتھ آپ کے خلفاء راشدین کی اتباع اور اوّلین ہدایت یافتہ مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کے آثار کا لحاظ ہی دراصل شریعت و دین ہے۔ ابی نجیح العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام مسلمانوں کو وصیّت فرمائی ہے۔

---

[1] .... وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ (النور-۵۴)
"ترجمہ: اگر تم اُس کی (رسُول اللہ کی) اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔"

اور

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ (الحشر-۷)
"ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسُول دے اس کو پکڑ لو اور جس چیز سے روک دے (یعنی منع کر دے) اس سے بچو۔"

فانه من يعش منكم فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ و اياكم ومحدثات الامور فإن كل محدثة بدعة" وكل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

"ترجمہ: بلاشبہ وہ جو تم میں سے باقی رہتا ہے (بعد میرے) بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ پس تم سب پر لازم ہے کہ میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سُنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اور محدثات سے ہوشیار رہو کہ دین میں ہر نئی بات پیدا کرنا ایک بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنّم کو لیجانے والی ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن أطاع أميري فقد أطاعني ومن عصى أميري فقد عصاني۔" (صحیح بخاری)

"ترجمہ: ۔جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے ساتھ شدّت اختیار کی اُس نے اللہ کے ساتھ شدّت اختیار کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کیساتھ شدّت اختیار کی اس نے میرے ساتھ شدّت اختیار کی۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے تمام اُمّت مسلمہ کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن اُن میں سے ایک فرقہ کے علاوہ (یعنی جو میری سُنّت اور میرے صحابیؓ کی سنت پر عمل کرنے والے ہی راہِ حق پر ہوں گے) بقیہ سب دوزخی ہوں گے۔ ذیل میں حدیث ملاحظہ فرمائیں:

وَقال صلے الله عليه وَسلّم ستفترق أمتي على ثلاثة

"ترجمہ: ۔ اور بیان فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے کہ میری اُمّت

وسبعين فرقة، كلهم في النار إلا ملة واحدة۔ قالوا: من هي يارسول الله؟ قال ما انا عليه اليوم و أصحابي۔ (رواه أحمد و ابوداؤد وغيرهما)

بہتر[۷۲] فرقوں میں بٹ جائے گی یہ سب جہنمی ہوں گے، مگر ایک ملت ۔کسی نے پوچھا یہ (ایک ملت) کونسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس چیز پر آج میں اور میرے صحابی ہیں (یہ جماعت بھی انہیں چیزوں پر عمل کرنے والی ہو گی)"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے " ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم ۔" (صحیح مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ " لو تركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم لكفرتم ۔"

بچوں کو اخلاق و آداب و حسن معاملہ و مساوات و اخوّت کی تعلیم دینے کی ضرورت :-

بچوں کو اخلاق و آداب و حسن معاملہ و مساوات و اخوّت کی تعلیم دینا بھی بہت ضروری ہے ۔یہ وہ صفات ہیں جن سے انسان کے کردار میں پختگی پیدا ہوتی ہے ۔ اسلام میں ان تمام باتوں کی بہت تاکید بیان ہوئی ہے اور ان کا شمار " شعب[۱] الایمان" میں کیا گیا ہے ۔

---

[۱] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : الايمان بضع وسبعون شعبة أعلاها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان - (متفق علیہ) -امام بیہقی نے " شعب الایمان " میں ستہتر[۷۷] چیزوں کا شمار کیا ہے اور ان کی شرح کئی جلدوں میں بیان کی ہے ۔الشیخ الامام ابوجعفر عمر القزوینی نے ان کو مختصراً اپنے ایک رسالہ " مختصر شعب الایمان " میں جمع کیا ہے - ذیل میں اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے -

(۱) الایمان باللہ، (۲) الایمان برسل اللہ، (۳) - الایمان بالملائکہ، (۴) - الایمان بالقرآن

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مکارمِ اخلاق کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً :۔

قیل ایُّ الایمان افضل یا رسُول اللہ قال خُلقٌ حسنٌ (حدیث)	"ترجمہ:۔کسی شخص نے سوال کیا : یارسُول اللہ کون سا ایمان سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا اچھا اخلاق "

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا :۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴) دیگر کتب آسمانی، (۵) الایمان بالقدر (خیر و شر کا اللہ کی طرف سے ہونا)، (۶) الایمان بالیوم الآخر (۷) الایمان بالبعث بعد الموت و الجزاء (۸) - الایمان بحشر الناس (عذاب قبر)، (۹) - اس بات پہ ایمان کہ دارالمؤمنین جنت اور دارالکافرین جہنم ہے، (۱۰) الایمان بوجوب محبۃ اللہ، (۱۱) الایمان بوجوب الخوف من اللہ تعالیٰ (۱۲) الایمان الرجاء من اللہ تعالیٰ (۱۳) الایمان بوجوب التوکل علی اللہ تعالیٰ و وجوب تفویض الآمر الیہ (۱۴) الایمان بوجوب محبۃ النبیؐ اور آپؐ کی اتباع و طاعت، (۱۵) الایمان بوجوب تعظیم و تبجیل و توقیر النبیؐ (۱۶) شیح المرء بدینہ حتی یکون القذف فی النار أحب الیہ من الکفر (۱۷) صحیح علم کو حاصل کرنا جس سے باری تعالیٰ اور اس کے دین کی معرفت حاصل ہوتی ہو۔ (۱۸) علم نافع کو پھیلانا (یہ کتاب و سنت کا علم ہے) (۱۹) قرآن کریم کی تعظیم کرنا خود پڑھنا، دوسروں کو پڑھانا، اس کے احکام (حدود اور حلال و حرام کو حفظ کرنا، اس کے حُفاظ کا احترام کرنا، (۲۰) احداث و نجاسات سے طہارت حاصل کرنا (۲۱) مردوں کا پانچ وقت باجماعت نماز پڑھنا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ۔ سُورۃ التوبہ آیۃ - ۱۸) اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اذا رأیتم الرجل یعتاد المسجد فاشھد والہ بالایمان (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن) (۲۲) اپنے مال میں سے زکواۃ نکال کر مستحقین کو دینا، (۲۳) روزہ (۲۴) حج (۲۵) - جہاد فی سبیل اللہ (مال سے یا جان سے) (۲۶) اللہ کی اطاعت کے لئے مسجد میں اعتکاف (۲۷) - فی سبیل اللہ کا مرابطۃ جو بلاد اسلامیہ کی حدود اور اخافۃ العدو کے لئے ضروری ہے (۲۸) الثبات للعدو وقت القتال وعدم فرار (۲۹) امام یا اس کے عامل کو مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا (۳۰) اللہ کے تقرب کے لئے عتق، (۳۱)

(بقیہ حاشیہ اگلے پر)

أكمل المؤمنين إيمانًا أحسنهم خلقًا (ترمذی)

"ترجمہ:۔ وہ شخص جس کا اخلاق سب سے زیادہ بلند و احسن ہو اس کا ایمان سب مومنوں میں کامل ترین ہے۔"

بقیہ حاشیہ ص۴۵) واجب کفارات کا ادا کرنا جو چار ہیں کفارۃ الیمین، کفارۃ الظاہرۃ، کفارۃ القتل، کفارۃ الجماع (جو روزہ کی حالت میں کیا جاتے) (۳۲) الایفاء بالعقود (یعنی اللہ نے کیا حلال کیا ہے اور کیا حرام کیا ہے اور کیا فرض کیا ہے اور قرآن میں کیا حد ہے) (۳۳) اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا اور اس کے استعمال پر اس کی ثناء کرنا (۳۴) حفظ اللسان (۳۵) امانات کی حفاظت کرنا اور ان کے مالک کو ادا کر دینا (۳۶) تحریم قتل النفس (بغیر حق) و جنایات کے ساتھ) (۳۷) تحریم و حفظ الفروج اور غض الابصار (۳۸) حرام مالوں پر ہاتھ کا مٹنا (اس میں چوری، رشوت، سود اور غش شامل ہیں) (۳۹) کھانے پینے میں تورع اور اجتناب کا وجوب (۴۰) ایسے لباس کی تحریم جو مسلمانوں کی شان و تہذیب کے مخالف ہوں (۴۱) ملاہی و ملاعب (جن کی شریعت میں اجازت نہ ہو) کی تحریم (۴۲) نفقہ میں اقتصاد اور مال کو باطل طریقے سے کھانے کی حرمت (۴۳) غل، حسد، حقد اور اسی قسم کی چیزوں کو ترک کر دینا (۴۴) غیبت اور غیبت جیسی چیزوں کی تحریم (۴۵) ریاء کو ترک کرنا اور اللہ کے لئے نیت و عمل میں اخلاص پیدا کرنا (۴۶) اچھی چیزوں پر خوشی اور بری چیزوں پر غم (۴۷) تمام گناہوں کا علاج توبہ سے (۴۸) اللہ کے نام سے ذبح کرنا خواہ عقیقہ ہو یا اُضحیۃ (۴۹) اولی الأمر کی اطاعت کرنا (اس میں وہ امراء و علماء شامل ہیں جو معروف کا حکم کریں) (۵۰) اپنے عقائد و اعمال اخلاق اہل سنت والجماعت کے مطابق رکھنا (۵۱) انسانوں کے درمیان عدل کا حکم دینا (۵۲) معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا (۵۳) بر اور تقوی پر تعاون کرنا (۵۴) حیاء (۵۵) والدین کے ساتھ بر اور احسان کا سلوک رکھنا (۵۶) صلۃ الارحام والاقارب (۵۷) حسن الخلق اور تواضع (۵۸) اپنے مملوک کے ساتھ احسان (۵۹) ممالیک پر اس کے آقا کا حق (اس میں ممالیک پر آقا کی بیوی کا حکم ماننا بھی شامل ہے) (۶۰) بیوی اور بچوں کے حقوق (۶۱) اہل الدین میں مقاربت و مودت اور سلام کا آپس میں افشار کرنا (۶۲) رد السلام (۶۳) مریض کی

(بقیہ حاشیہ اگلے پر)

حضرت ابوذر مکارمِ اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں: لما بلغه مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال لأخیه ارکب الی هذا الوادی فاسمع من قوله فرجع فقال رأیته یأمر بمکارم الاخلاق (صحیح بخاری) اور آپؐ نے فرمایا: ان من أخیرکم أحسنکم خلقا (صحیح بخاری)

اسلام بچوں کو آداب سکھانے کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ جیسے جیسے بچہ سمجھدار ہوتا جائے اُسے رہن سہن، اُٹھنے بیٹھے اور بات چیت کرنے کے طور طریقے سکھانے چاہئیں۔ بچہ کی نشوونما کے دوران اُس میں مختلف عقلی و جسمانی تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام اِس دوران کے تمام مراحل و مدارج کے متعلقات و احکام بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر بچہ کی زندگی میں پیدا ہونے والے ایک اہم تغیر کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ یعنی وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوتے ہوں۔ النور (۳۱)

اس آیت میں "الظهور علٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ" (یعنی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہونا) کا فقرہ استعمال ہوا ہے جو واضح طور پر بچہ کی زندگی کے دو مختلف مراحل کے درمیان فصل و فرق بیان کرتا ہے۔ اس آیت سے مراد ایسے بچے ہیں جن میں ابھی صنفی احساسات بیدار نہ ہوتے ہوں۔ یہ تعریف زیادہ سے زیادہ دس (یا بارہ) برس کی عمر تک لڑکوں پر صادق آسکتی ہے۔ اس سے زیادہ عمر کے لڑکے اگرچہ نابالغ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶) عیادت (۶۴) مردہ لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا (۶۵) تشمیت العاطس (۶۶) کفار اور مفسدین سے مباعدت (۶۷) پڑوسی کے ساتھ بھلائی (۶۸) اکرام الضیف (۶۹) جرائم کی پردہ پوشی (اس حالت میں کہ مجرم اس سے توبہ کرے) (۷۰) مصائب پر صبر (۷۱) لذت و شہوت پرستی سے کنارہ کشی اور زہد کا اختیار کرنا (۷۲) غیرت اور اختلاط مرد و زن سے بچنا (۷۳) لغو چیزوں سے اعراض (۷۴) چھوٹوں پر رحمت اور بڑوں کی توقیر (۷۵) اصلاح بین الناس (۷۶) جو چیز اپنے لئے پسند کرنے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے اور جس چیز کو خود بُرا جانے اسے اپنے بھائی کے لئے بھی بُرا جانے (۷۷) الجود والسخاء والکرم (۷۸) اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے دل و زبان سے کرتا رہے اور اس پر قائم رہے۔

ہوں مگر ان میں صنفی احساسات بیدار ہونے شروع ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا اس تحقیق کے بعد بچہ کچھ اور خصوصی احکام کا مقتضی ہوتا ہے ۔ اس "ظہور" کے بعد بچہ ایسے دور میں داخل ہوتا ہے جب اُسے موعظت، علم و ادب سے روشناسی، نصائح و ہدایات، آداب شرعیہ سے واقفیت، طہارت و توحید و ایمان و نماز و روزہ کی تعلیم اور حلال و حرام میں فرق محسوس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بچہ کو عمر کے ساتویں سال سے نماز کی عادت ڈالو لیکن اگر دسویں سال میں ادائیگیٔ نماز میں سہل کرے تو تادیباً سزا دو ۔ آپؐ کے اِس فرمان نبویؐ سے بھی بچہ کی نشو و نما کے ہر دو مراحل اور اُن کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے ۔ بچہ کی تربیتِ سلوک و عادات سے متعلق کچھ آداب قرآن کریم میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ..... ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

"ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں .... یہ تین وقت تمہارے لئے پردے کے وقت ہیں ۔ ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے ۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔ اور جب تمہارے بچے عقل[1] کی حد کو پہنچ

---

[1] عقل کی حد کو پہنچنا یعنی بالغ ہو جانا ۔ لڑکوں کے معاملے میں احتلام اور لڑکیوں کے معاملہ میں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اٰیٰتِہٖ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ (النور- ۵۸، ۵۹)

جائیں تو چاہیئے کہ اسی طرح اجازت لے کر آیا کریں جس طرح اُن کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں - اس طرح اللہ اپنی آیات تمہارے سامنے کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے -

سُورۃ عنکبوت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاھَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا ؕ (العنکبوت: ۸)

"ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو اُن کی بات ہرگز نہ مان ۔" [1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) ایامِ ماہواری کا آغاز علامتِ بلوغ ہے - لیکن جو لڑکے اور لڑکیاں کسی وجہ سے دیر تک ان جسمانی تغیرات سے خالی رہ جائیں اُن کے معاملے میں فقہائے اسلام کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے - امام شافعی، امام ابو یُوسف، امام محمد اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اس صورت میں ۱۵ برس کے لڑکے اور لڑکی کو بالغ تصوّر کیا جائے گا - امام ابو حنیفہ کا بھی ایک قول اسکی تائید میں ہے - لیکن ایک اور مشہور قول یہ ہے کہ اس صورت میں ۱۷ برس کی لڑکی اور ۱۸ برس کے لڑکے کو بالغ قرار دیا جائے گا - اِن دونوں قولوں کی بنیاد کسی شرعی نص پر نہیں بلکہ محض فقیہانہ اجتہاد پر ہے چنانچہ ضروری نہیں کہ دنیا کے ہر خطہ میں ہمیشہ ۱۵ یا ۱۷ اور ۱۸ برس کی عمر ہی کو غیر محتلم لڑکوں اور غیر حائضہ لڑکیوں کی حد بلوغ مانا جائے ۔ اس لئے بھی کہ دنیا کے مختلف خطوں اور مختلف زمانوں میں انسانوں کی جسمانی ساخت اور نشوونما کے حالات مختلف ہوا کرتے ہیں -

[1] لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (حدیث)

"ترجمہ:- خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ۔"

اسی طرح اگر مُسلم حاکمِ وقت کوئی خلافِ شرع بات (معصیت الخالق) کا حکم دے تو

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سورۂ لقمان میں بھی بچوں کی تربیتِ سلوک سے متعلق کچھ آداب قرآنِ جلیلہ بیان ہوئے ہیں :-

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ	"ترجمہ :- اور یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا" بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے —— اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف اٹھا کر اُسے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دُودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) اُس کی اطاعت لازم نہیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ خلیفۃ الرسولؓ نے زمامِ خلافت تھامنے کے بعد فرمایا تھا: اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فیکم فان عصیت فلا طاعۃ لی علیکم (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ صفحہ ۳۴۱) بعض اور احادیث میں بھی یہی حکم ملتا ہے:- قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم: السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (رواہ البخاری) اور لاطاعۃ فی معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف (رواہ البخاری) السمع والطاعۃ حق مالم یؤمر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (رواہ البخاری)

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ......
يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ
اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ وَلَا تُصَعِّرْ
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ
فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ فِيْ
مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ
صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۧ (لقمان ۱۵ تا ۱۹)

توکسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو اُن کی بات ہرگز نہ مان ۔ دنیا میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اُس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے ۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے ۔ اُس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو ..... بیٹا نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے ۔ اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا ۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ کہ سب آوازوں میں زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے ۔"

تربیت کنندگان پر لازم ہے کہ زیر تربیت بچوں کو والدین کے ساتھ محبت، اُن کی خدمت، اُن کی اطاعت و فرمانبرداری، اُن کی عزت و تکریم اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھنے کے لئے تیار و آمادہ کریں ۔ مندرجہ بالا آیات سے اس امر کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہوگا ۔ سورۃ الاحقاف میں بھی خدا تعالےٰ والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرماتا ہے ۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ
كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ

"ترجمہ: ۔ ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے، اس کی ماں

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ ۔

(الاحقاف - ۱۵)

نے مشقت اٹھاکر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھاکر ہی اُس کو جنا اور اُس کے حمل اور دُودھ چھڑانے میں تیس۳۰ مہینے لگ گئے یہاں تک کہ وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا۔"

سُورۃ الاحقاف کی یہ آیت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگرچہ اولاد کو ماں اور باپ دونوں ہی کی خدمت کرنا چاہیئے لیکن ماں کا حق اپنی اہمیت میں اس بنا پر زیادہ ہے کہ وہ اولاد کے لئے زیادہ تکالیف برداشت کرتی ہے۔ یہی بات اُس حدیث[۱] سے معلوم ہوتی ہے جو تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ بخاری، مسلم، ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور امام بخاری کی ادب المفرد میں وارد ہوئی ہے کہ ایک صاحب نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ کس کا حق خدمت مجھ پر زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں کا۔ انہوں نے پوچھا اُس کے بعد کون؟ فرمایا تیری ماں۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا کہ تیری ماں۔ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا تیرا باپ۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ٹھیک ٹھیک اس آیت کی ترجمانی کرتا ہے کیونکہ اس میں بھی ماں کے تہرے حق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی ۱۔ اُس کی ماں نے مشقت اٹھاکر اُسے پیٹ میں رکھا ۲۔ مشقت اٹھاکر اُسے جنا (۳) پھر اُس کے دُودھ چھڑانے میں تیس۳۰ مہینے لگے۔ اولاد پر والدین (ماں باپ) کے جو فرائض وحقوق عائد ہوتے ہیں اُن میں سے چند اہم حقوق یہ ہیں (جن کی احادیث نبویؐ میں بہت تاکید اور تصریح ملتی ہے)

انت و مالك لابيك

(حدیث)

"ترجمہ:- تم اور تمہاری ملکیت و دولت سب تمہارے باپ کی ہے"

[۱] فقد جاء رجل وقال یارسُولؐ اللہ من أحق بحسن صحابتی؟ قال أمك قال ثم من قال امك، قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك (رواہ البخاری)

من ابرّ البرّ صلة الرجل اهل ودّ ابیہ بعد ان یولّی ۔ (مسلم)	"ترجمہ:۔ سب سے بڑی نیکیوں میں سے ایک نیکی انسان کا اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اُس کے انتقال کے بعد حُسنِ سلوک ہے۔"

بچوں کو اپنے بڑوں کی عزت و تعظیم کرنا اور چھوٹوں سے شفقت و محبت کرنا بھی سکھانا چاہیئے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ (حدیث)	"ترجمہ: جو اپنے فرد پر شفقت نہ کرے اور اپنے بزرگ کی توقیر نہ کرے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے"

والدین کی نافرمانی اور دل آزاری کرنا سخت منع ہے اور یہ بھی بڑی خطاؤں میں سے ایک بڑی خطا ہے کہ انسان اپنے والدین کو لعن کرے یا اپنے والدین کے لئے دُعا چھوڑ کر کسی غیر باپ کے لئے دُعا کرے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یارسُول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ؟ قال یسب الرجل ابا الرجل فیسب اباہ و یسب امہ (صحیح بخاری) لعن اللہ من لعن والدیہ (رواہ مسلم) اور لیس من رجل ادعی لغیر أبیہ وھو یعلمہ الا کفر ومن ادعی قوما لیس لہ فیھم فلیتبوأ مقدہ من النار (صحیح بخاری) اور فرمایا:

من أعظم الفری أن یدعی الرجل لغیر أبیہ أو یری عینیہ مالم تری أو یقول علی رسُول اللہ مالم یقل (صحیح بخاری)

زیرِ پرورش اور موجودہ نسلوں میں مندرجہ ذیل اسلامی و اخلاقی صفات پیدا کرنے کے لئے عمل تربیّت کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے والدین کو ضرور جدوجہد کرنی چاہیئے۔ استاذ کا ادب و احترام، عورت کی عفت مآبی، ازدواجی وفاداری، آقا کی نمک حلالی، نوجوانوں کی اخلاقی استقامت، شرفاء کا معاملہ و سلوک، دوستوں کے لئے ایثار و قربانی و ہمدردی، فرائض و حقوق کی ادائیگی، تعلقات و ملاقات و اوقات و معمول و لباس و معاشرت میں کامل یکسانیت و وضعداری، دیانت داری، ایفائے عہد،

صبر و قناعت، فیاضی و رحمدلی، شجاعت، مساوات و اخوت، خدمت و اشاعتِ دین، خدمتِ خلق، خود اعتمادی، قوتِ فیصلہ، حق گوئی و حمایتِ حق، مظلوم اور کمزور کی مدد، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک[1]، مریض کی عیادت کرنا[2]، حق الضیف[3]، ترویج سلام مسنون[4]،

---

[1] واللہ لا یومن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ۔ (مشکوٰۃ المصابیح) ”ترجمہ: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے۔ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہے کسی شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کون مومن نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ وہ شخص جس کے پڑوسی اُس کی وجہ سے امن میں نہ ہوں“

[2] اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی، قال سفیان العانی، الاسیر (بخاری) اور عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من عاد مریضاً لم یحضر اجلہ فقال عندہ سبع مرات: أسأل اللہ العظیم ربّ العرش العظیم أن یشفیک إلا عافاہ اللہ (حدیث)

[3] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم: اذا نزلتم بقوم فأمر لکم بما ینبغی للضیف فأقبلوا فأن لم یفعلوا فخذوا منہم حق الضیف (صحیح بخاری) اور فرمایا: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا أو لیصمت (صحیح بخاری)

[4] لن تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولن تومنوا حتی تحابوا افلا أدلکم علی شیئ اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم (صحیح مسلم) یعنی (اے مسلمانو)، تم اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ ہو، اور مومن اُس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے (اور وہ یہ ہے کہ) سلام کو پھیلاؤ اپنے درمیان۔“ بعض اور احادیث میں رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طہارت کا اختیار کرنا[1]، عفو و درگزر، بُرائی کو بھلائی سے بدل دینا[2]، دنیاوی محبت اپنے اوپر غالب نہ آنے دینا[3] اپنے لئے جو پسند کرنا وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرنا[4]،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴) صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف (بخاری) يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير (بخاری) يسلم الصغير على الكبير والمار على القاعد والقليل على الكثير (بخاری) اور انسؓ جب ایک مرتبہ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ رسول اللہ ایسا ہی کیا کرتے تھے: إنه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبي صلى الله عليه وسلم يفعله ۔(بخاری)

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: الطهور شطر الايمان" (رواه مسلم)

[2] من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان (رواه مسلم) یعنی تم میں سے جو کوئی کسی منکر (برائی) کو دیکھے اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھوں سے اسے بھلائی سے بدل دے لیکن اگر ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان کو استعمال کرکے بدلے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔"

[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو کندھے سے اٹھاکر فرمایا: كن في الدنيا كانك غريبٌ أو عابر سبيلٍ یعنی دنیا میں اس طرح رہو جیسے کہ ایک پردیسی یا ایک مسافر۔" اور إذا أمسيت فلا تنتظر الصباح وإذا أصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من صحتك لمرضك ومن حياتك لموتك (رواه البخاری) یعنی شام کے وقت صبح تک زندہ رہنے کا انتظار نہ کر اور صبح کو شام تک زندہ رہنے کا انتظار نہ کر۔ اپنی صحت سے اپنی بیماری کو اور اپنی حیات سے اپنی موت کو لے۔"

[4] لا يؤمن أحد كم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه (رواه بخاری ومسلم) یعنی تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو

رحم[1]، مصیبت پر صبر کرنا[2]، نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا[3]، مسلمانانہ شان پیدا کرنا[4] عدل و انصاف قائم کرنا[5]، آداب مجلس کا لحاظ کرنا[6]، عصبیت و گروہ بندی کو منہدم کرنا[7]، امانت

---

[1] ارحموا من فی الارض یرحمکم من السماء (رواہ الترمذی وابوداؤد) یعنی تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، تمہارے اوپر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر رہنے والا ہے۔

[2] قرآن کریم میں بندہ کو حکم دیا گیا ہے وَاصْبِرْ مَا اَصَابَكَ (لقمن - ۱۷) یعنی "اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر" خدا تعالیٰ مزید فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ - (البقرہ -۱۵۶ و ۱۵۷) یعنی جب اُن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ بلاشبہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بلاشبہ ہمیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی صلوٰت اور رحمت ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔" اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مصیبت کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا: ما من عبدٍ تصیبہ مصیبۃٌ اور پھر فرمایا: اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون، اللّٰھمّ اجرنی فی مصیبتی واُخلف لی خیرًا منھا إلا أجرہُ اللّٰہ فی مصیبتِہ، وأخلف لہ خیرًا منھا۔

[3] کوئی مسلم جب کسی نعمت کو پائے تو یہ کہنا مسنون ہے: "الحمدُ لِلّٰہِ الّذی بنعمتہ تتمّ الصّالحات" ویسے بھی خدا تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرنا چاہیئے: الحمد للہ علی کلّ حالٍ -

[4] المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ - (صحیح مسلم) "یعنی مسلم وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں" اور یا ایھا الناس کونوا عباد اللہ اخوانًا یعنی اے انسانو! تم اللہ کے بندے آپس میں سب بھائی بن جاؤ۔" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبۃ الوداع میں فرمایا: اسمعوا قولی واعقلوہ - تعلمن أن کل مسلم أخ للمسلم و أن المسلمین إخوۃ فلا یحل لامرئ من أخیہ إلا ما أعطاہ عن طیب نفس منہ فلا تظلمن انفسکم (خطبۃ الوداع) آپؐ نے مزید فرمایا: ولا یحل

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں خیانت نہ کرنا، بُغض وحَسَد وکینہ و دروغ گوئی و غیبت و فحاشی و فسق وفجور و معصیت سے پرہیز کرنا۔ وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) لمسلم أن یھجر أخاہ فوق ثلاثۃ أیام (بخاری) ولا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال، یلتقیان فیعرض ھذا و یعرض ھذا وخیرھما الذی یبدأ بالسّلام (بخاری) نھی أن یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ حتی یترک الخاطب قبلہ أو یأذن لہ الخاطب (بخاری)

۵ قرآن کریم میں جگہ جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (سورۃ المائدہ - ۸) یعنی عدل کرو کہ یہ تقوی کے قریب ترین شے ہے۔" یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ (النساء - ۱۳۵) یعنی اے تم جو ایمان لائے ہو عدل پر سختی کے ساتھ جمع رہو" وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ - ۲) یعنی تقوی اور بھلائی میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن بُرائی اور عدوان میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون نہ کرو" وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید - ۲۵) یعنی اور ہم نے نازل کیا ہے اُن کے ساتھ کے ساتھ میزان اور کتاب تاکہ انسان عدل پر قائم رہ سکیں" اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰهِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ (المائدہ - ۸) یعنی اے تم جو ایمان لائے ہو! (ہمیشہ) اللہ کے لئے شاہد عدل قائم کرنے کے لئے کھڑے رہو۔ وغیرہ۔

۶ ان کنتم ثلاثۃ فلا یتناجی رجلان دون الاخر حتی تختلطوا بالناس أجل ان یحزنہ (بخاری) وقد نھی صلی اللہ علیہ وسلم أن یقیم الرّجل اخاہ من مقعدہ ویجلس فیہ۔ (بخاری)

۷ اصلاح وتقویت معاشرہ اور اتحاد بین المسلمین کے لئے اسلام وطنی و قومی تفاخر کو برداشت نہیں کرتا اور نہ ہی جغرافیائی تقسیم کا لحاظ اس کی نظر میں کوئی معنی رکھتا ہے۔ قوم پرستی، عصبیت اور گروہ بندی کو "حمیت جاہلیت" قرار دیا اور اس سے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ ص۵۷) کنارہ کشی کا مطالبہ کرتا ہے۔ بچوں کو ان برائیوں سے بہت دور رکھنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:۔
لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل علی عصبیہ و لیس منا من مات علی عصبیۃ (ابوداؤد) یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی جتھہ بندی کی دعوت دے، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی جتھہ بندی اور پاسداری کے لئے جنگ کرے، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو جتھہ بندی کی حالت میں مرے۔" اور فرمایا:۔ من قاتل تحت رایۃ عمیۃ یغضب لعصبیۃ او یدعوا الی عصبیۃ او ینصر عصبیۃ فقتل فقتلتہ جاھلیۃ (مسلم ونسائی) یعنی جو شخص کسی اندھا دھند جھنڈے کے نیچے کسی جتھہ بندی کے جوش حمایت میں یا کسی جتھہ بندی کی دعوت میں یا کسی جتھہ بندی کی امداد میں جنگ کرے گا اور مارا جائے گا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اور ومن قتل تحت رایۃ عمیۃ یغضب للعصبیۃ ویقاتل للعصبیۃ فلیس من امتی (مسلم) یعنی جو کسی اندھا دھند جھنڈے کے نیچے کسی پاسداری کے جوش میں یا پاسداری کی جنگ میں مارا جائے گا تو وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔" ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ نے تم سے جاہلیت کے عیب کو دُور فرما دیا اور آباء اجداد پر فخر کرنے کی رسم ختم کردی انسانوں کی دو ہی قسمیں ہیں نیک اور خدا ترس اور اللہ تعالےٰ کے یہاں شریف دوسرے بدعمل بدبخت اور اللہ تعالےٰ کے یہاں ذلیل وخوار۔" (ابن ابی حاتم) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے ایک مہاجر نے ایک انصاری کو کچھ کہہ دیا اور انصاری پکارا اٹھا انصاریو! اور مہاجر پکار اٹھا مہاجرو! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوڑو اس جتھے بندی کے نعروں کو یہ نجس ہے (صحیح بخاری) دور جاہلیت کی ان برائیوں کو اگر موجودہ اور آنے والی نسلوں سے دور کیا جا سکے تو بلاشبہ انسانی معاشرہ ایک بے خار گلدستہ ہوگا جس کا ہر پھول اور ہر پتی اس کے لئے باعث زینت ہوگی اور نوع انسانی کے تمام افراد ایک خاندان میں تبدیل ہو جائیں گے نہ کسی عرب کو کسی عجمی پر فضیلت ہوگی اور نہ کسی عجمی کو کسی

(بقیہ حاشیہ ص۵۹ پر)

بلند کردار و باعظمت نوجوان پیدا ہوتے ہیں جن سے ایک پائیدار صالح و مثالی معاشرہ ظہور میں آتا ہے ہمارے سامنے ایسے ہی تربیّت یافتہ ایک مُسلم بچہ کی دلیری و جرأت کی مثال موجود ہے ؛ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں میں سے ایک بچہ راستہ میں کھیل رہا تھا ادھر سے امیرالمؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، جن کے جلال و عظمت سے بڑے بڑے لوگوں کے دلوں پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی، کا گزر ہوا۔ بچہ آپؓ سے خائف ہو کر وہاں سے بھاگا نہیں بلکہ وہیں کھڑا رہا اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوا : ۔ لم أكن مذنبًا فأخاف منك ، ولم تكن الطريق ضيقة فأوسع لك ولم تكن جبارًا فأرهبك" یعنی میں نے کوئی بُرا کام نہیں کیا ہے کہ آپ سے خوف کروں اور نہ ہی یہ راستہ آپ کے لئے چھوٹا ہے جو ہٹ کر اسے وسیع کروں اور نہ ہی آپ جابر ہیں جو آپ سے ڈر کر بھاگ جاؤں ۔

(جاری ہے)

(بقیہ حاشیہ صـ۵۸) عرب پر فوقیت، ہاں اگر کسی کو کسی شخص پر فضیلت ہو گی تو محض تقویٰ کی بنا پر جیسا کہ آپؐ نے خطبۃ الوداع میں فرمایا تھا : ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم، لیس لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأحمر على أبيض ولا لأبيض على أحمر فضل إلا بالتقوىٰ ۔"

۵ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الخازن المسلم الأمين الذي ينفذ وربما قال يعطي ما أمر به كاملا موفورا طيب به نفسه فيه فعله الى الذى أمر له به أحد المتصدقين (بخاری)، اسی طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت میں خیانت کو نفاق کی علامت بتایا ہے : أربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، اذا أؤتمن خان، واذا حدث كذب، واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر (بخاری) ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا : آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد أخلف واذا أؤتمن خان (صحیح بخاری)

قرآن و معیار حق و باطل اور
سُنت و صراطِ مستقیم کا عملی نمونہ ہے

از قلم: محمد یونس جنجوعہ - ایم اے - ایم ایڈ

قرآن پاک ۲۳ سال کے عرصہ میں رسول پاک پر نازل ہوتا رہا۔ خالقِ ارض و سما نے جن جن چیزوں کو پسند کیا اُن کے اختیار کی انسان کو ترغیب دی اور جن جن چیزوں کو ناپسند کیا ان سے رُک جانے کو کہا۔ گویا قرآن پاک کو غلط اور درست حق و باطل، مفید و مضر، حرام و حلال، ناقص اور کامل میں تمیز کا معیار قرار دیا۔ چونکہ قرآن پاک محدود ضخامت کی ایک کتاب ہے جس میں زمانے بھر کے تقاضوں کی شناخت بتائی گئی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کی جامعیت اصولوں کی حد تک ہی ہوسکتی ہے۔ آج قرآن پاک سے کئی گنا زیادہ ضخیم کتب موجود ہیں۔ جن میں زندگی کے کسی ایک پہلو یا علم کے کسی معمولی سے شعبے پر بحث کی گئی ہے مگر جزئیات پر حاوی وہ بھی نہیں ہیں۔

قرآن پاک میں اُصولوں اور ضابطوں کی مضبوط ٹیکل تعلیم ہے اور انسان کی سہولت اور امتحان کے پیش نظر اس کو ناقابل تغیر بنادیا گیا ہے۔ سہولت یہ کہ وہ آسانی سے اصولی راہنمائی تو قرآن سے لے اس یقین کے ساتھ کہ یہ کتاب واقعی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اور امتحان اس لئے کہ آیا انسان قرآنی حقائق کو خدائی تعلیم سمجھنے کے باوجود ———— اس کے فیصلوں کو اٹل غیر متبدل بہترین اور اپنے حق میں معیاری سمجھتا ہے یا اِدھر اُدھر کے پُر از شکوک و شبہات ذرائع و وسائل سے متاثر ہوکر اُن کی راہ نمائی قبول کرتا ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمان جس طرح قرآن پاک کو منزل من اللہ اور لاریب سمجھتا ہے وہ اس کی تعلیمات کو بھی حتمی جانتا لیکن بدقسمتی سے وہ بھی فریب

نفس میں مبتلا ہوگیا اور قرآنی تعلیمات کی من مانی تاویلات کرنا شروع کردیں اور سیرتُ النبیؐ کی روشنی سے منہ پھیر لیا۔ حالانکہ خود قرآن میں سیرتُ النبیؐ کو اپنانے کی تعلیم ہے مثال کے طور پر قرآن شریف میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے لیکن رکوع وسجود اور قیام کے اشاروں کے سوا رکعات کی تعداد، اوقات کی حدبندیاں۔ اذان کے الفاظ نماز باجماعت کے مسائل کے متعلق بحث نہیں کی گئی۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ قیام نماز کی اہمیت اور حکم کے پیشِ نظر پیغمبر اسلام اس کو عملی طور پر اختیار کریں گے اور اُن کے ساتھ اُن کو دیکھ کر قیام نماز میں ان کے ساتھ شامل ہوجائیں گے۔ اس طرح وقتاً فوقتاً نماز میں پیش آنے والے استفسارات خود بزبانِ نبوی حل ہوتے جائیں گے۔ پیغمبر کو قرآن پاک میں اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے اس لئے نماز کی ادائیگی کی جو جزئیات آپ سے عملاً ظاہر ہوں گی وہی اُمت کے لئے معیاری ہوں گی۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے وفات تک قیام نماز کا سختی کے ساتھ اہتمام کیا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اسی طرز عمل کو اپنایا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی میں کوئی مسلمان بے نماز نظر نہیں آتا۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کو سمجھئے کہ عہد نبویؐ میں کوئی مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا نظر نہیں آتا اور بالفرض اگر کوئی مسلمان قیام الصلوٰۃ اور ایتاءالزکواۃ کی پابندی نہ کرتا تو اُسے جماعت مسلمین سے الگ تصور کیا جاتا۔ یہ ہے عملی نمونہ قرآن کو معیارِ حق وباطل سمجھنے اور آنحضرتؐ کی حیات طیبہ کو اُسوۂ حسنہ جاننے کا۔

اب بھی اُصولی طور پر مسلمان قرآن کو معیارِ حق وباطل اور سنت کو صراطِ مستقیم سمجھتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر گریز اور فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود خود کو محبِ نبی اور عاشقِ رسول کا نام دیتے ہیں۔ نماز کا اہتمام۔ اکل حلال کی تلاش۔ ارکان اسلام کی پابندی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس۔ خوف خدا۔ فکر آخرت اور دیگر اخلاقی تقاضوں کی پابندی تو اُس کے پروگرام میں شامل نہیں اور اگر شامل ہیں تو صرف نظری اور سطحی طور پر لیکن وہ خود ساختہ رسومات جن کا اُسوۂ حسنہ میں ذکر تک نہیں اُن میں شمولیت کو فرضِ اوّلین اور ترک کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ ان رسومات کو دین بتاتے اور حُبّ نبی اور نجاتِ اُخروی کے لئے انہیں ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان رسومات کو جن کا

وجود اُسوۂ حسنہ اور عہد خلفائے راشدین میں نہیں ہے بدعات کہا جاتا ہے اور بدعات کو شریعت اسلامیہ میں سخت مذموم سمجھا گیا ہے ۔آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق دین تو اُسوہ حسنہ یعنی سنت اور طریق صحابہ ہی میں محدود ہے ۔ جو رسم ورواج عہد نبویؐ اور دور صحابہ کرام میں مفقود تھیں ان کی مشروعیت کا کیا ثبوت ہے اور اگر ہماری یہ خودساختہ رسومات مشروع ہوں تو صحابہ کرام کی زندگیاں تشنہ ماننا پڑیں گی حالانکہ صحابہ کے طریقے کو خود آنحضرتؐ نے قابل اعتماد تصور کرتے ہوئے علیکم بسنتی وسنت خلفاء راشدین فرمایا اور اپنے طریقے کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے طریقے کو بھی پوری اُمت کے لئے لازم قرار دیا ۔

اُصول سے انحراف کی اس غلطی کا سبب ہے کہ دین کے نام پر فرقہ وارانہ رسومات اور اجتماعات میں کردار کے اعتبار سے رسوائے زمانہ لوگوں کو نمایاں جگہ پر دیکھا جاتا ہے ایک نام نہاد مذہبی جلوس میں فحش فلموں کا دھندا کرنے والے آدمی کو قیادت کے منصب پر دیکھا گیا وجہ ظاہر ہے کہ جب کوئی بدکردار آدمی نماز کی امامت کے لئے کھڑا ہوگا تو لوگ حدیث نبوی اور عمل صحابہ کی روشنی میں ایسے شخص کی امامت پر معترض ہوں گے لیکن خودساختہ جلوس کی قیامت کرنے والے ایسے شخص پر سنت اور عمل صحابہ کی روشنی میں کیا اعتراض ہوگا جب کہ ایسے جلوس کی نظیر ہی قرون اولیٰ اور خیرالقرون میں نہ ملے گی ۔نتیجہ اس کا یہ ہے کہ تن آسان لوگ جو حقیقی سنتوں پر عمل کرکے صدقہ اور خیرات یعنی مالی اور بدنی قربانیوں سے فرار چاہتے ہیں اُنہیں خودساختہ ۔ وقتی ، عارضی اور ہنگامی پروگراموں میں شرکت کرکے اپنے کو مطمئن کرنے کا جھوٹا فریب حاصل ہوجاتا ہے ۔اسی فریب نفس کی بنا پہ ہمارے ہاں جرائم اور بے راہروی کی شرح حد سے زیادہ ہے ۔حالانکہ اسلامی معاشرے میں جرائم کا وجود نہ ہونے کے برابر ہونا چاہیے ۔

قرآن وسنت کے احکام کو ٹال کر چند نمائشی نعروں اور جذباتی جلوسلوں سے اللہ اور اُس کے رسُول کو راضی کرنے کا طریقہ عہد رسالت اور دور صحابہ میں رائج نہ تھا ۔ وہاں الُفت تھی تو سنت کے اپنانے میں محبت تھی تو احکام قرآنی پر عمل کرتے سے ۔ لیکن اب مسلمانوں کی کثیر تعداد نے مسلمان ہونے کے باوصف اپنے

طریق کو تبدیل کرلیا ہے ۔ سنت نبوی کے نمونے پر شریفانہ زندگی کے خلاف جس مسلمان نے رشوت ۔ چور بازار ۔ حقوق العباد کی پامالی اور لوٹ کھسوٹ کا دھندا شروع کر رکھا ہے اُس سے بات کرو تو وہ بھی نجات اُخروی کا اُمیدوار نظر آئے گا کیونکہ دوران سال چند مخصوص دنوں میں ہونے والے خود ساختہ اور نام نہاد اسلامی پروگراموں میں وہ بڑی مستعدی سے حصہ لیتا ہے ۔ اور وہ گناہ کی زندگی اور ارکان اسلام کی طرف سے اعراض کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتا ۔ گویا حقیقت کو چھوڑ کر سراب پر مطمئن ہے، قرآن اس کیفیت کو تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ کہتا ہے ۔

یہ صرف سنت نبوی کو اپنانے اور قرآن پاک پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ مسلمان کی زندگی معصیت کی آلودگی سے پاک ہوجاتی ہے ۔ نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے حج شعائر اللہ سے محبت اور خدا کی راہ میں مال و دولت اور وقت خرچ کرنے کا سبق دیتا ہے ۔ ذکر اللہ یعنی تلاوت قرآن قلوب و اذہان میں صفائی پیدا کرتا ہے ۔ سنت کی پیروی کرنے والے بزرگان دین کی صحبت اخلاق کی بلندی ۔ کردار کی پختگی ۔ توحید پر یقین محکم ۔ سنت کو اپنانے کا شوق اور دین اسلام کی حقانیت سکھاتی ہے ۔

کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ارکان اسلام سے غافل اور اصولی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہے لیکن فلاح و کامیابی کو اپنا مقدر سمجھتی ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شخص اپنا بلا تعصب محاسبہ کرے اور قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لے اس طرح راہ راست پر آنے کی توقع کی جاسکتی ہے ۔ نیز قرآن و سنت کی اہمیت کا صحیح فکر رکھنے والے افراد پر لازم ہے کہ وہ قرآن پاک اور سنتِ نبوی کی تعلیم عام کریں اور اس کام میں اپنا زر مال اور وقت بے دریغ خرچ کریں ۔

افطار کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(بقیہ، الکتاب)

سزا بھگتنی ہو گی۔ اور مجھے بھی اپنے اعمال کی سزا بھگتنا ہو گی۔

مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ط

نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کی جو دعا اس سورۃ مبارکہ میں آئی ہے۔ وہ بہت عظیم ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ ط رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۔

اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کا ایک حصہ اپنی نسل کی ایک شاخ اس وادی میں آباد کر دی ہے کہ جس میں کوئی زراعت نہیں ہے۔ کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔ تیرے گھر کے پاس تاکہ وہ نماز کا نظام قائم کریں۔ یہ ہے درحقیقت خانہ (خدا) کی تعمیر کا اصل مقصد۔ (جاری ہے)

روزے کے آداب

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ۔ لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَ الرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ ۔

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے۔ اصل روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بے ہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے۔ پس اے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو تو کہہ میں روزے سے ہوں میں روزے سے ہوں۔"

ماہنامہ میثاق لاہور

جلد ۳۰ | رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ۔ مطابق جولائی ۱۹۸۱ء | عدد ۷

ڈاکٹر اسرار احمد

کے جماعت اسلامی سے تنظیم اسلامی تک کے ذہنی سفر کی تفصیل سے آگاہی کے لئے حسب ذیل مطبوعات کا مطالعہ ضروری ہے

- تحریک جماعت اسلامی ۔ ایک تحقیقی مطالعہ — قیمت -/۶
- اسلام کی نشاۃ ثانیہ ۔ کرنے کا اصل کام — -/۱
- تنظیم اسلامی کی قرارداد تأسیس مع توضیحات — ۱/۵۰
- تنظیم اسلامی ۔ شرائط شمولیت و نظام العمل — -/۱
- سرافگندیم ۔ بسم اللہ مجرھا و مرسٰھا — -/۶
- مطالبات دین ۔ مشتمل بر عبادت رب ۔ فریضہ شہادت علی الناس اور فریضہ اقامت دین — -/۶
- تنظیم اسلامی کے تأسیسی اجتماع تا پانچویں سالانہ اجتماع کی روداد کا خلاصہ ۔ — زیر طبع
- تنظیم اسلامی کے چھٹے سالانہ اجتماع کی روداد معہ ڈاکٹر اسرار احمد کے تفصیلی افتتاحی و اختتامی خطابات — زیر طبع
- نقض غزل (میثاق ۶۶ ـ ۶۷ء کے چند شمارے) ۔

ملنے کے پتے

مکتبہ تنظیم اسلامی ۔ ۴۔اے مزنگ روڈ ۔ لاہور — (فون : ۳۱۱۶۶۸)

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۔ فون : ۸۵۲۶۱۱

مرکزی انجمن خدام القرآن کراچی آفس ۱۴۴ سٹی پلازا

حسرت موہانی روڈ ۔ نزد نگار ہوٹل ۔ کراچی

Regd. L. No. 7360
MONTHLY "MEESAQ" LAHORE
Vol. 30 | JULY 1981 | No. 7

خیرکم من تعلم القرآن و علمہ ۔ (الحدیث)

ڈاکٹر اسرار احمد

کے دروس قرآن اور خطابات پر مشتمل

نشر القرآن کیسٹ سیریز

الحمد للہ و المنہ دعوت رجوع الی القرآن اور اعلائے کلمۃ اللہ کی ترویج و اشاعت کے لئے احباب کے اصرار پر نشرالقرآن کیسٹ سیریز کے سلسلے کو از سرنو منظم طور پر شروع کیا گیا ہے تاحال ستائیس موضوعات (مشتمل بر دروس قرآن و خطابات) پر تیار کیسٹ موجود ہیں ۔ ریکارڈنگ کی عمدگی کا خیال رکھا گیا ہے ۔

تفصیلات اس شمارے کے اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیے ۔